ایاکم و الغلو (الحدیث)

الرسالہ

التبصرہ المختصرہ

علی المحفوظہ

تحریر :

العاجز الحقیر علامہ عنایت اللہ حصیر

Facebook Whatsapp No. 03468392475

----------------------- فہرست ----------------------------

1. طویلکتابکاردچھوٹےرسالےسے.......؟؟ص 04

2. مفادشہرتکےلیےلکھنا.......؟؟ص 05

3. بیبیفاطمہکیاجتہادیخطااورجلالیاورطاہرالکادریص 06

4. اہلبیتپے تقدمص 09
5. کیافدکسے اہلبیتکو محرومکیاگیاص 10
6. مباحثہکسباتپے اولیص 11
7. توبہکااہمپہلو،توبہکے تقاضے ص 13
8. توبہکے باوجودپابندی 16
9. اجتہادکرنے کیدلیل 18
10. اجتہادمیناختلافاورآدابِاختلاف 19
11. عمومواطلاقسے استدلالعالمکوروا 22
12. اجتہادیخطاءینشاذقولتفردات 24
13. رجوعپے جبرص 26
14. اسلافنے نہینکہاتمکیونکہتے ہوص 27
15. سیدہفاطمہاوررفدکپے تینموقفص 29
16. تمچھوٹے کلکے بچے مشورے دیتے ہو....؟؟ص 30
17. خدالگتیکہناص 34
18. محفوظومعصومکیتحقیقوتفصیلص 36
19. چمنزمانکیایکبدگمانیحسدتعصب 41
20. صحابہتابعینمینسے بعضنے بعضکواجتہادیخطاءپے کہا 43

21. خطائینتلاشتے ہو.........؟ص 47
22. حیرتوترددمینڈالنے والیباتکہنا 49
23. انبیاءکرااماوراجتہادیخطا......؟؟ 50
24. المعتقداورانبیاءکیلغزیشینواجتہادیخطاءص 62
25. ایکحوالہسبپے بھاری 67
26. خطاءکیاقساماورچمنزمانکاجھوٹبدگمانیتعصب 81
27. خطاءمطلقابولاجاءے تواجتہادیمرادہوتیہے ص 82
28. اچھامعنیمرادلیناواجبومتعینص 83
29. عرفاوراجتہادیخطاء 84
30. اصراراوربدعت 88
31. غلوص 91

کسی مسئلے کو دلیل سے ثابت کرنا تحقیق کہلاتا ہے
(التعریفات صفحہ34)ایک دو جملوں میں ایک مضبوط دلیل والی تحریر تقریر بھی تحقیق ہے اور مضبوط دلائل زیادہ ہوں وضاحت سے ہوں تو عمدہ ترین تحقیق ہے...اگر کئ دلائل،یہ موٹی چوڑی کتاب ہو یہ لمبی چوڑی تقریر تحریر ہو مگر کمزور دلائل ہوں،بے بنیاد دلائل ہوں تو وہ فریب ہےتحقیق نہیں
#تبصرہ_مختصرہ_بمقابلہ_محفوظہ

فَلَا تَخۡشَوُا النَّاسَ وَاخۡشَوۡنِ وَلَا تَشۡتَرُوۡا بِاٰيٰتِىۡ ثَمَنًا قَلِيۡلًا‌ ؕ وَمَنۡ لَّمۡ يَحۡكُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡكٰفِرُوۡنَ ۞
ترجمہ:
سو تم لوگوں سے نہ ڈرو مجھ سے ڈرو ‘ اور میری آیتوں کے بدلہ میں تھوڑی قیمت نہ لو ‘ اور جو اللہ کے نازل کیے ہوئے (احکام) کے موافق فیصلہ نہ کریں سو وہی لوگ کافر ہیں-
)سورہ مائدہ آیت44(
اس آیت مبارکہ میں واضح حکم موجود ہے کہ اللہ تعالی کا خوف ہونا چاہیے دنیا دولت شہرت مفاد لوگوں پیسےوالوں کی پرواہ نہیں ہونی چاہیے...قرآن حدیث سنت اسلام کے احکام کو پس پشت ڈال کر تھوڑی سی اس کی قیمت وصول کر لینا مفاد حاصل کر لینا مطلبیت حاصل کر لینا دولت شہرت حاصل کرلینا اور اسلامی تعلیمات کو پس پشت ڈال دینا کوئی اسلام نہیں منافقت اور کفر ہے

وَاِذۡ اَخَذَ اللّٰهُ مِيۡثَاقَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكۡتُمُوۡنَهٗ فَنَبَذُوۡهُ وَرَآءَ ظُهُوۡرِهِمۡ وَ اشۡتَرَوۡا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيۡلًا‌ ؕ فَبِئۡسَ مَا يَشۡتَرُوۡنَ ۞
ترجمہ:
)اور یاد کیجیے) جب اللہ نے اہل کتاب سے یہ عہد لیا کہ تم اس کو ضرور لوگوں سے بیان کرنا اور اس کو نہ چھپانا ‘ تو انھوں نے اس عہد کو اپنے پس پشت پھینک دیا ‘ اور اس کے بدلہ میں تھوڑی قیمت لی ‘ سو وہ کیسی بری چیز ہے جس کو یہ خرید رہے ہیں
)سورہ آل عمران آیت187(
اس آیت مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ ہمیں یہود و نصاری کی طرح نہیں ہونا چاہیے کہ قرآن اور حدیث سنت کی تعلیمات کو اسلام کی تعلیمات کو پس پشت ڈالیں اپنے مفاد کی خاطر دنیا دولت کی خاطر---------!!

-

الحدیث..ترجمہ:
تکبر تو یہ ہے کہ حق کی پرواہ نا کی جاے, حق ٹھکرایا جائے اور لوگوں کو حقیر سمجھا جاے..
)صحیح مسلم حدیث نمبر147(

.

الحدیث..ترجمہ:
خبردار...!!جب کسی کو حق معلوم ہو تو لوگوں کی ھیبت
)رعب مفاد دبدبہ خوف لالچ) اسے حق بیانی سے ہرگز نا روکے
)ترمذی حدیث2191(
ان دونوں احادیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مفاد لالچ شہرت شخصیت کسی کی پرواہ حق کے مقابلے میں نہیں کرنی بلکہ حق و سچ اور اسلام کی پرواہ کرنی ہے---اسلامی تعلیمات کو قرآن و سنت کو پس پشت ڈال کر اپنے مفاد و ذات لالچ کے درپے ہونا اسلام نہیں منافقت ہے برائی و ناحقی ہے

-

اسلامی احکام کو پس پشت ڈالنے والے لوگوں،علماء سوء کو ننگا کرنا اور اور انہیں اس برائی و خیانت سے روکنا ہم سب کی ذمہ داری ہے

-

اللہ کریم ہمیں حق سچ کا پاسبان بنائے قرآن سنت حدیث اسلامی تعلیمات کو مقدم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور جو اسلامی تعلیمات کو پس پشت ڈالیں ان سے ہر قسم کا جہاد کرنے کی توفیق عطا فرمائے---کلمہ حق بلند کرنے کی توفیق عطا فرمائے

.

نا اہلوں سے جہاد....اور وہ بھی تین طریقوں سے:
نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،ترجمہ:
پہلے کی امتوں میں جو بھی نبی علیہ الصلاۃ والسلام گذرا اسکے حواری تھے،اصحاب تھے جو اسکی سنتوں کو مضبوطی سے تھامتے تھے اور انکی پیروی کرتے تھے،
پھر
ان کے بعد ایسے نااہل آے کہ جو وہ کہتے تھے اس پر عمل نہیں کرتے تھے،اور کرتے وہ کچھ تھے جنکا انھیں حکم نہیں تھا، جو ایسوں سے جہاد کرے ہاتھ سے وہ مومن ہے

اور جو ایسوں سے جہاد کرے زبان سے وہ مومن ہے
اور جو ایسوں سے جہاد کرے دل سے وہ مومن ہے
اور اس کے علاوہ میں رائ برابر بھی ایمان نہیں
)مسلم حدیث 50

سیدہ فاطمہ..خطاء...جلا لی..طاہر الکادری.............!!
اگرچہ سیدہ فاطمہ کی توہین و گستاخی نہیں کی مگر قبلہ علامہ جلالی صاحب کو چاہیے کہ وہ نامناسب الفاظ سے رجوع کریں یا پھر وضاحت کریں کہ مطلقا خطا کا کہنا مناسب نہیں لاعلمی کی خطا یا اجتہادی خطا کہہ دیں
-
قبلہ علامہ جلالی صاحب نے بی بی فاطمہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جگر کا ٹکڑا کہا۔۔معصومیت کے کفریہ عقیدے کی نفی کی اور کہا کہ ان کو معصوم عن الخطاء نہیں کہناچاہیے،نہیں سمجھنا چاہیے۔۔بی بی فاطمہ جب باغ فدک کا مطالبہ کر رہی تھی تو اس وقت خطا پر تھی
.
تبصرہ:
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «لاَ نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ» يُرِيدُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهُ؟ قَالَ الرَّهْطُ: قَدْ قَالَ: ذَلِكَ، فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلَى عَلِيٍّ، وَعَبَّاسٍ، فَقَالَ: أَنْشُدُكُمَا اللَّهَ، أَتَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ ذَلِكَ؟ قَالاَ: قَدْ قَالَ ذَلِكَ
بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم انبیاء کی کوئی میراث نہیں ہوتی ہم جو مال چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے۔۔حضرت عمر نے سیدنا علی اور سیدنا عباس سے فرمایا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ کیا رسول اللہ نے ایسا فرمایا تھا تو سیدنا علی اور سیدنا عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے کہا جی بالکل
(بخاری حدیث3094)
.
اہلبیت دیگر مجتہدین(صحابہ وغیرہ)کیطرح اجتہاد میں درستگی پاتےکبھی اجتہادی خطاء کرتے(فواتح الرحموت2/279)
اجتہادی خطاءپےایک اجر...درستگی پےدو اجر...(بخاری حدیث7352)
.

بی فاطمہ باغ فدک کو اپنا حق سمجھا اور اپنا حق سمجھ کر مطالبہ کیا جو کہ ان کی لاعلمی کی خطا ہے یا اجتہادی خطا ہے
-
تفصیل:
جب بی بی فاطمہ باغ فدک کا مطالبہ کر رہی تھی تو اس وقت ممکن ہے ان کو رسول کریم کی وہ حدیث معلوم نہ تھی کہ انبیاء کی کوئی مالی میراث نہیں تو لا علمی میں خطاء ہوئی جوکہ توہین و گستاخی گناہ عیب نہیں
جب انہیں حدیث پاک بتائی گئی تو وہ اپنے مطالبے سے چپ ہوگئیں.....تو سیدہ فاطمہ نے قصدا کوئی خطا نہیں کی...اس صورت میں یہ کہا جائے گا کہ ان سے لاعلمی میں خطا ہوگئی

ہاں اگر انہیں حدیث معلوم تھی اس کے باوجود وہ مطالبہ کرتی تو پھر بھی یہ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اجتہادی خطا کی.....اس صورت میں اجتہادی خطا کہنا زیادہ مناسب ہے
-
مطلقا خطاء کہنا مناسب معلوم نہیں ہوتا
علامہ جلالی صاحب نے جگر کا ٹکڑا کہتے ہوئے اور معصومیت کے کفریہ عقیدے کی نفی کرتے ہوئے انہیں خطا کی طرف منسوب کیا ہے تو کوئی گستاخی و توہین نہیں کی
-
ہاں اس سے بہتر الفاظ کا چناؤ ہو سکتا تھا لاعلمی کی خطا یا اجتہادی خطا کہا جاتا تو بہتر تھا
.
نوٹ:
تجسس ناکرو(سورہ حجرات12
بلاضرورت شرعیہ اہلبیت صحابہ اسلاف کی خطائیں تلاشنا،ذکر کرنا،مذمت کرنا جرم...اچھی مناسب تاویل واجب...حسن ظن واجب............!!
ہم نے بھی جو لکھا بالامر مجبوری لکھا مرزا پلمبر رافضی نیم رافضی تفسیقوں کی طرح اسلاف کی خطائیں تلاشتے نہیں پھرتے...بیان و مذمت نہیں کرتے پھرتے...ہم انکی کی برحق محمل بیان کرتے ہیں....قابل تاویل کی جائز تاویل کرتے ہیں...انکی تعریف و تعدیل کرتے ہیں ، ناحق تاویلیں نہیں کرتے
.

علامہ جلالی صاحب کی رد میں ڈاکٹر طاہر القادری کا کلپ چلایا جارہا ہے جس میں وہ یہ روایت بیان کر رہے ہیں

فَلَا تَقْدُمُوهُمَا فَتَهْلَكُوا، وَلَا تَقْصُرُوا عَنْهُمَا فَتَهْلَكُوا، وَلَا تُعَلِّمُوهُمْ فَإِنَّهُمْ أَعْلَمُ مِنْكُمْ

قرآن اور اہل بیت سے مقدم مت ہو جاؤ کہ ہلاک ہو جاؤ گے اور قرآن اور اہل بیت کی شان میں کمی نہ کرو کہ ہلاک ہو جاؤ گے اور اہل بیت کو مت سمجھاؤ وہ تم سے زیادہ علم والے ہیں

[المعجم الكبير للطبراني، ٥/١٦٦ روايت4971)

اگر اس بات،روایت کو صحیح مان لیا جائے تو سیدنا ابوبکر صدیق اور ان کی موافقت کرنے والے دیگر صحابہ کرام بلکہ اکثر بلکہ تمام صحابہ کرام پر اعتراض و طعن وارد ہوتا ہے

کیونکہ اس روایت کے مطابق تو اہل بیت زیادہ جاننے والے ہیں انہیں نہ سمجھایا جائے اور ان کی بات مان لی جائے کیونکہ وہ زیادہ علم والے ہیں

جب کہ سیدنا ابوبکر صدیق نے بی بی فاطمہ کو سمجھایا اور بظاہر بی بی فاطمہ سیدنا ابوبکر صدیق سے کم علم تھی۔۔ زیادہ علم والی نہ تھی۔۔۔اسی طرح صحابہ کرام نے مشورہ کرکے سیدنا ابوبکر صدیق کو خلیفہ بنایا اور اہل بیت مشاورت میں شامل نہ تھے تو یہ اہل بیت پر تقدم ہے اور اہل بیت پر تقدم ہلاکت ہے تو نعوذباللہ سیدنا ابوبکر صدیق نے یہ دو کام ہلاکت والے کئے اور صحابہ کرام نے حضرت ابوبکر صدیق کی اس ہلاکت مین موافقت کی۔۔۔تو کیا اکثر صحابہ کرام بلکہ تمام صحابہ کرام ہلاکت پر ہوئے۔۔۔۔۔۔؟؟

ہرگز نہیں کیوں کہ حدیث پاک میں ہے کہ میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوسکتی کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ میرے بعد عمر اور ابوبکر کی پیروی کرنا۔۔لہذا معجم الکبیر کی یہ روایت صحیح نہیں ہے یا پھر اس کی تاویل کی جائے گی آئیے دیکھتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے یا نہیں اگر صحیح ہے تو پھر اس کی صحیح تاویل کی جائے گی اور اگر صحیح نہیں ہے تو پھر اس کو رد کر دیا جائے گا

اس روایت کی سند یہ ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَضْرَمِيُّ، ثنا جَعْفَرُ بْنُ حُمَيْدٍ، ح حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ سَعِيدٍ أَبُو صُهَيْبٍ، قَالَا: ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُكَيْرٍ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ،

.

اس روایت کے دو راوی حکیم بن جُبَیر اور عبد الله ابن بكير الغنوي شیعہ اور کذاب جھوٹے ہیں۔۔لہذا یہ روایت موضوع و من گھڑت اور ناقابل قبول اور ناقابل حجت ہے

قرآن پاک اور اہل بیت کی فضیلت میں معتبر احادیث ہی کافی ہیں جھوٹی روایات کی کوئی ضرورت نہیں

هَذَا حَدِيث مَوْضُوع، وَفِيهِ حكيم بن جُبَير.
قَالَ يَحْيَى: لَيْسَ بشئ.
وَقَالَ السَّعْدِيّ: كَذَّاب..وَقَالَ الْعقيلِيّ: واهي الحَدِيث
[ابن الجوزي، الموضوعات لابن الجوزي، ١/٣٧٢]
.
سنده حكيم بن جبير؛ وهو ضعيف".
قلت: وهو شيعي
عبد الله ابن بكير الغنوي...والغنوي هذا؛ قال أبو حاتم:
كان من عتق الشيعة
[سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة، ١٠/٥٧٤]
.
یہ جھوٹ ہے کہ سیدہ فاطمہ علی عباس ازواج مطہرات اہلبیت وغیرہ کو رسول کریم کی املاک سے مطلقا محروم کیا گیا....سچ یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نےخود بی بی فاطمہ و اہلبیت میں سے کسی کو مالک نہ بنایا بلکہ نبی پاک نے اپنی ساری ملکیت اسلام کے نام وقف کی اور فاطمہ ازواج مظہرات اہلبیت وغیرہ پر وقف میں سے جو نفعہ پیداوار ملتی اسکو ان پر خرچ کرتے تھے
اسی طرح رسول کریم کی سنت پے چلتے ہوئے حضرت سیدنا صدیق اکبر عمر و علی رضی اللہ عنھم نے بھی اہلبیت آل رسول ازواج مطہرات وغیرہ کسی کو مالک نہ بنایا بلکہ
فدک وغیرہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کےچھوڑےہوئےصدقات میں سےسیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آل محمد اہلبیت ازواج مطہرات فاطمہ علی عباس پر
اور
کچھ صحابہ اور کچھ عوام مسلمین پر خرچ کرتےتھے...عمر و علی رضی اللہ عنھما نے بھی یہی طریقہ جاری رکھا یہی طریقہ رسول کریم کا رہا تھا
(دیکھیے تاریخ الخلفاء ص305,
ابوداود روایت نمبر2970,2972,
سنن کبری للبیھی روایت نمبر12724
بخاری روایت نمبر3712،2776،)

.
انبیاء کرام علیھم السلام کی میراث درھم و دینار(کوئی مالی میراث)نہیں،انکی میراث تو فقط علم ہے
(شیعہ کتاب الکافی34/1)

قبلہ علامہ مفتی چمن زمان نجم القادری صاحب اور ان کا دفاع کرنے والوں سے عاجزانہ دو گزارشات.......!!
گذارش نمبر ایک(1)
قبلہ آپ نے مفتی اشرف جلالی صاحب کو چیلنج کیا ہے....آپ نے مفتی آصف اشرف جلالی صاحب کو اور انکے قول کو گستاخی توہین گناہ بےادبی قرار نہیں دیا...جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا اور مفتی اشرف جلالی صاحب کا معمولی سا اختلاف ہے، معمولی لفظ و انداز کا اختلاف ہے ...اس معمولی اختلاف پہ مناظرہ اور چیلنج کیا ہے
اور
ساتھ میں مفتی حنیف قریشی صاحب کا تذکرہ خیر بھی کیا ہے...مفتی حنیف قریشی صاحب نے نو ڈیمانڈ معاویہ کا نعرہ لگایا جس انداز اور الفاظ سے سیدنا معاویہ کا ذکر کیا...سیدنا ابو سفیان جس کے بارے میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نے فرمایا کہ میں اس سے راضی ہو گیا اس کے بارے میں حکایتا پلید کا لفظ استعمال کیا اور محفل میں بیٹھے لوگوں سے واہ واہ سمیٹی...چونکہ لگتا ہے کہ آپ کا مفتی حنیف قریشی صاحب سے واسطہ رابطہ اچھا ہے
تو
ہماری گزارش و عرض و سوال ہے کہ:
آپ سنی محب صحابہ و اہلبیت کہلوانے والے ہیں توآپ جیسے محب پر کیا لازم بنتا ہے کہ پہلے مناظرہ و چیلنج سرعام کس پر کرنا چاہیے؟
مفتی آصف اشرف جلالی صاحب کے الفاظ پر یا مفتی حنیف قریشی کے الفاظ پر....؟؟
مفتی جلالی صاحب کے انداز پر یا مفتی حنیف قریشی کے انداز پر.......؟؟
عوام اہلسنت بے چین اور مضطرب کس سے زیادہ ہے مفتی جلالی سے یہ مفتی حنیف قریشی سے؟؟

-

گزارش نمبر دو:②

قبلہ جب دعوت اسلامی نے وضاحت کر دی کہ" بے خطا معاویہ سے مراد بے گناہ معاویہ ہے اور ہم سیدنا امیر معاویہ کی خطائے اجتہادی کو مانتے ہیں اور آئندہ بےخطا معاویہ کا نعرہ بھی نہ لگائیں گے...جب انہوں نے یہ وضاحت کر دی تو پھر آپ کا دعوت اسلامی پر ناصبیت کا فتوی یا ناصبیت کی بو کا فتوی بلکہ سرعام اعلان و مذمت کیا معنی رکھتا ہے؟؟

قبلہ آپ نے کس زاویے دلیل حوالے سے ناصبیت یا ناصبیت کی بو کا فتویٰ لگایا ہے--؟؟

میرا تو حسن ظن تھا بلکہ ہے کہ آپ کو شاید دعوت اسلامی کے رجوع کا علم نہین مگر آپ رابطہ کیا تو آپ نے کہا کہ (ناصبیت یا ناصبیت کی بو والے اعتراض) کی بنیاد مضبوط ہے....آخر وہ مضبوط دلائل و حوالہ جات سرعام دیں... ہمییں سمجھائیں تاکہ حق سچ ہمیں بھی معلوم ہو ہم بھی کھلے عام مذمت کریں

ورنہ

رجوع فرمانا آپ پر حق و لازم بنتا ہے یا نہیں...خود انصاف فرمائیں

-

سب معاملات چیلنج الزامات وغیرہ سب کچھ سرعام چل رہا ہے تو اس کا جواب اور وضاحت دلائل اور رجوع وغیرہ بھی سرعام کرنا ہوگا---

مفتی حنیف قریشی صاحب جس طرح سیدہ فاطمہ والے معاملے میں کھل کر الفاظ لکھ کر توبہ رجوع کیا اسی طرح کھل کر الفاظ لکھ کر سیدنا معاویہ سیدنا ابو سفیان کے معاملے میں رجوع توبہ کریں

.

توبہ کا یہ پہلو بھی کاش کوئی مفتی حنیف قریشی صاحب تک پہنچا دے...........!!

ہمیں بھی توبہ کرتے وقت اس پہلو کو مدنظر رکھنا چاہیے

.

الحدیث:

التائب من الذنب كمن لا ذنب له، والمستغفر من الذنب وهو مقيم عليه كالمستهزئ بربه

گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں لیکن گناہ(یا اس کے متعلقات)پر رہتے ہوئے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسےاللہ عزوجل سے مذاق کرے(نعوذ باللہ تعالی)

[کنز العمال ,208/4 حدیث10176]

مجمل توبہ لیکن رافضیت زدوں سے دوستیاں بھی....یہ توبہ نہ ہوئی...رافضیت زدوں سے ناطہ توڑیے یا انکو نظریات اہلسنت رکھنے والا بنا دیجیے
.

حضرت ذو النون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:
اَلْاِسْتِغْفَارُ مِنْ غَيْرِ إِقْلَاعٍ هُوَ تَوْبَةُ الْكَاذِبِيْنَ.
باز آئے بغیر توبہ کرنا جھوٹے لوگوں کی توبہ ہے‘‘۔
(قشيري، الرسالة: 95)
باز آئے بغیر بار بار توبہ بار بار بے ادبی...یہ توبہ نہیں کذب و مکاری کہلائے گی...
.

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:
زَلَّةٌ وَّاحِدَةٌ بَعْدَ التَّوْبَةِ أَقْبَحُ مِنْ سَبْعِيْنَ قَبْلَهَا.
توبہ کے بعد کی ایک لغزش توبہ سے پہلے کی ستر لغزشوں سے بدتر ہے‘‘۔
(قشيري، الرسالة: 97)

محمد زُقاق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو علی روذباری سے توبہ کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا:
گناہوں کا اعتراف، غلطیوں پر ندامت اور گناہوں کا ترک کرنا توبہ ہے۔
(سلمي، طبقات الصّوفية:272)

.
قُبولِیَّت ِتوبہ کی شرائط بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :’’تمام گناہوں سے توبہ واجب ہے ۔ اگر گناہ بندے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے درمیان ہو اور اس میں کسی بندے کا حق مُتَعَلِّق نہ ہو تو اُس گناہ سے توبہ کی تین شرائط ہیں :(۱)اُس گناہ کو ترک کرنا (۲) گناہ پر شرمندہ ہونا(۳)اِس بات کا پُختہ ارادہ کرنا کہ اب یہ گناہ دوبارہ کبھی نہیں کروں گا ۔اگر اِن شرائط میں سے ایک بھی نہ پائی گئی تو توبہ صحیح نہ ہوگی اور اگر گناہ کسی انسان سے مُتَعَلِّق ہو تو پھر توبہ کیلئے ان تین شرطوں کے علاوہ چوتھی شرط یہ ہے کہ جس کاحق تَلَف کیا اُس کا حق ادا کرے ، اگرحق مال وغیرہ کی قِسم سے ہو تو اس کوواپس کرے۔اگربندے کا حق تُہمت وغیرہ کی قِسم سے ہو تو اُس کو اپنے اوپر اِختیار دے یا اُس سے معافی مانگے اور اگر غِیْبَت وغیرہ ہو تو پھر بھی اُس سے معافی مانگے ،تمام گناہوں سے توبہ واجب ہے ، اگر گناہوں میں سے بعض سے توبہ کی تو اہلِ حق کے نزدیک اُن گناہوں سے توبہ

صحیح ہے لیکن جن سے توبہ نہیں کی وہ اس کے ذمہ باقی رہیں گے۔ توبہ ہر انسان پر لازم ہے۔ قراٰن وحدیث اور اِجماعِ اُمّت سے اِس پر بہت دلائل ہیں۔‘‘
(فیضان ریاض الصالحین 70/1)
-
اجمالی توبہ یا تفصیلی توبہ..........؟؟
حضرت سیِّدُنا امام ابونصر قشیری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی اپنے والدِ ماجد حضرت سیِّدُنا امام ابوالقاسم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْحَاکِم کے حوالے سے ذکر فرماتے ہیں کہ توبہ میں شرط ہے کہ وہ گزشتہ لغزش یاد کر کے اس پر نادِم ہو اور اگر اس نے پہلے کبھی کوئی گناہ کیا تھا لیکن اسے بھول گیا پھر تمام گناہوں سے توبہ کی اور دوبارہ گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کیا تو ان گناہوں سے توبہ نہیں ہو گی جن کو وہ بھول چکا ہے اور جب تک بھولا رہے گا اس وقت تک بھولے ہوئے گناہ سے توبہ کا مطالبہ بھی نہیں ہو گا لیکن جب وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ملے گا تو اس سے اس لغزش کے متعلق باز پُرس ہوگی اور یہ اسی طرح ہے کہ اگر کسی پر دوسرے کا قرض تھا اور وہ بھول گیا یا ادا کرنے پر قادر نہ تھا تو اس حالت میں بھولنے یا تنگ دستی کی وجہ سے اس سے مطالبہ نہیں لیکن جب وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش ہوگاتو اس سے اس قرض کے متعلق پُوچھ گچھ کی جائے گی۔ جبکہ ہمارے نزدیک ہر گناہ سے علیحدہ علیحدہ توبہ کرنا معتبر ہے لیکن اگر تمام گناہوں سے ان کی تفصیل ذکر کئے بغیر توبہ کرے تو اس کی توبہ صحیح نہیں۔
حضرت سیِّدُنا امام زرکشی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ یہ حکم ظاہر ہے کیونکہ توبہ ندامت کا نام ہے اور یہ اسی وقت ثابت ہوتی ہے جبکہ وہ گناہ یاد ہو یہاں تک کہ اس پر نادِم ہونا متصور ہو سکے اور حضرت سیِّدُنا قاضی ابو بکر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں : اگر گناہ کی تفصیل یاد نہ ہو تو یوں کہے:''اگر مجھ سے ایسا گناہ ہوا ہو جسے میں نہیں جانتا تو میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اس سے توبہ کرتا ہوں۔‘‘ شاید! انہوں نے یہ اس شخص کے متعلق فرمایا جسے اپنے گناہ معلوم تو ہوں لیکن ان کی تفصیل یاد نہ ہو اور جسے اپنا کوئی گناہ یاد ہی نہ ہو تو جس چیز کا وجود ہی نہ ہو اس پر ندامت ممکن نہیں اور اگر اسے اپنے گناہ معلوم ہوں لیکن یاد داشت میں تعیُّن نہ ہو تو تمام گناہوں کے ارتکاب پر (بغیر تفصیل بیان کئے) ندامت کی جاسکتی ہے اور پھر گناہ کی طرف بالکل نہ لوٹنے کا عزم کر لے۔
گناہ کے علم یا عدمِ علم پر توبہ کی صورت:
حضرت سیِّدُناقاضی ابو بکر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی عبارت کا حاصل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص جو کسی ایک یا بہت سے گناہوں میں مبتلا ہے اور انہیں جانتا ہے یا اسے اجمالی یا تفصیلی طور پر یاد ہے تو توبہ کرتے ہوئے کہے کہ جب بھی مجھ سے کوئی

ایسا گناہ سرزد ہوا ہو کہ جسے میں جانتا نہیں تو میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اس سے توبہ کرتا ہوں اور اس کی سزا سے مغفرت طلب کرے اورجسے وہ نہیں جانتا یا جانتا تو ہے مگر گناہ نہیں سمجھتا یا اس کے دل میں اس کے گناہ ہونے کا کبھی کھٹکا نہ ہوا تو ان (گناہوں) سے توبہ واجب نہیں بلکہ ہمارے بیان کردہ طریقہ کے مطابق اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اِجمالی طور پر گناہوں کی معافی طلب کرے اور اگر اسے اپنے گناہ یاد ہوں تو بعض سے توبہ کرنا صحیح ہے اور اگر تفصیلی طور پر اسے معلوم ہوں تو تفصیلی طور پر علیحدہ علیحدہ توبہ لازم ہے اور ایک ہی دفعہ تمام گناہوں سے توبہ کافی نہیں البتہ! نامعلوم گناہوں سے توبہ کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام شیخ عز الدین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْمُبِیْن فرماتے ہیں کہ ممکنہ حد تک گزشتہ گناہوں کو یاد کرے اور جنہیں یاد کرنا مشکل ہو اس پر اُن سے توبہ بھی لازم نہیں جن کا وہ اعتراف نہ کرے۔

(جہنم میں لےجانےوالےاعمال 806.808/2)

-

توبہ قبول مگر پھر بھی پابندی.............؟؟

فتاوی فیض رسول میں ہے

پھر اگرچہ اس نے توبہ کرلی ہو اور اپنے سنی ہونے کا اعلان کرتا ہو اسے امام نہیں بناسکتے بلکے لازم ہے کہ اسے زمانہ دراز تک معزول رکھیں اور اسکے احوال کو بغور دیکھیں اگر وہ ثابت قدم رہتا ہے تو اسکو امام بنایا جاسکتا ہے...اعلی حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جسے دیکھیں کہ ان گمراہ لوگوں سے میل جول رکھتا ہے انکے مجالس میں وعظ کرتا ہے اسکا حال مشتبہ ہے ہرگز اسکو نہ بنائیں اگرچہ خود کو سنی صحیح العقیدہ کہتا ہو(فتاوی رضویہ جلد سوم ص 214)

(فتاوی فیض رسول جلد 1ص ..280..281ملتقطا)

-

امام اہلسنت مجدد دین و ملت سیدی امام احمد رضا علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

پھر اگر یہ شخص توبہ بھی کرلے تو بمجرد توبہ اسے امام نہیں بنا سکتے بلکہ لازم ہے کہ ایک زمانہ ممتد تک اسے معزول رکھیں اور اور اس کے احوال پر نظر رہے، اگرخوف وطمع وغضب ورضا وغیرہا حالات کے متعدد تجربے ثابت کردیں کہ واقعی یہ سنی صحیح العقیدہ ثابت قدم ہے اور روافض سے اصلاً میل جول نہیں رکھتا بلکہ ان سے اور سب گمراہوں بدینوں سے متنفر ہے اس وقت اسے امام کرسکتے ہی

فتاوٰی قاضی خاں پھر فتاوٰی عالمگیری میں ہے:

الفاسق اذا تاب لایقبل شہادتہ مالم یمض علیہ زمان یظھر علیہ اثرالتوبۃ والصحیح ان ذلک مفوض الی راء القاضی ۱ـہ
ـفاسق جب تاب ہوجائے تو اس وقت تک اس کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی جب تک اتنا زمانہ نہ گزر جائے جس میں توبہ کا اثر ظاہر ہوجائے اور صحیح یہی ہے کہ یہ قاضی کی رائے کے سپرد کیا جائے
ـ (ت) (۱ـہ فتاوٰی ہندیۃ الفصل الثانی فیمن لاتقبل شہادتہ لفسقہ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۴۲۸/۳)
امیر المومنین غیظ المنافقین امام العادلین سید نا عمر فاروق اعظم رضی اﷲ تعالیٰ عنہ نے جب صبیغ سے جس پر بوجہ بحث متشابہات بد مذہبی کا اندیشہ تھا بعد ضرب شدید توبہ لی ابو موسیٰ اشعری رضی اﷲ عنہ کو فرمان بھیجا کہ مسلمان اس کے پاس نہ بیٹھیں اس کے ساتھ خرید وفروخت نہ کریں بیمار پڑے تو اس کی عیادت کو نہ جائیں مرجائے تو اس کے جنازے پر حاضر نہ ہوں، تعمیل حکم احکم ایک مدت تک یہ حال رہا کہ اگر سو آدمی بیٹھے ہوتے اور وہ آتا سب متفرق ہوجاتے جب موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض بھیجی کہ اب اس کا حال اچھا ہوگیا اس وقت اجازت فرمائی
(فتاوٰی رضویہ جلد 6 صفحہ ..530..531)

-

مفتی حنیف قریشی صاحب نے کچھ ایسے الفاظ اور انداز اپنائے کہ جس سے رافضیت خوش ہوئی--پھر ان الفاظ اور انداز سے توبہ کی--- لیکن اس کے بعد پھر کچھ ایسے الفاظ اور انداز اپنائے کہ جس سے رافضیت خوش ہوئی تو اب محض توبہ کر لینا،مجمل توبہ کر لینا کافی نہیں...کم از کم وہ انداز وہ الفاظ وہ صحابی جن کے متعلق بولنے پر ان کے اوپر تنقید کی گئی اس سے تو توبہ کریں وہ تو ان کو یاد ہوں گے--ناقدین سے پوچھیں کہ ان پر کیا کیا اعتراض ہے یاد دلائیں--پھر تفصیلا توبہ کریں---نیز ان کے سرپرست استاد پر لازم ہے کہ ان کو اپنے نگرانی میں رکھیں ان کو سمجھاءیں ان سے تفصیلی توبہ کروائیں اور آئندہ سخت احتیاط کا عزم مصمم کروائیں--کچھ عرصہ پابندی لگائیں--خطابت امامت وغیرہ دینی ذمہ داریوں سے روک دیں---مطالعہ وسیع کروائیں بحث و تمحیص کروائیں---جب لگے کہ اب یہ اہل سنت عقائد و نظریات پر مضبوط ہے تب انہیں خطابت امامت وغیرہ ذمہ داری دی جائے--تب انہیں اپنے جلوسوں میں بلایا جائے
اور
حنیف قریشی صاحب واقعی تائب ہوئے ہونگے تو سب سے پہلے ان ہستیوں کی شان ایات و احادیث و اقوال اسلاف سے شان بیان کریں گے جن سے رافضیت ناخوش ہوتی ہو، جلتی ہو........ورنہ رافضیت زدوں کے جمگھٹے میں رہنا، ان سے یاریاں نبھانا، مجمل

توبہ کرنا اور رافضیوں کو خوش کرنا دلالت کرتا ہے کہ وہ سب توبہ نہیں کذب و مکاری تھی
واللہ تعالی اعلم بالصواب

سیدہ فاطمہ کی اجتہادی خطاء............؟؟
علا مہ جلا لی بےادب یا مجتہد............؟؟
ضرورتِ اجتہاد، دلیل اجتہاد...............؟؟
آدابِ اختلاف،اختلاف صحابہ،تفردات.....؟؟
اجتہادی غلطی میں بھی اجر...............؟؟
معصوم،محفوظ عن الخطاء کا مطلب.....؟؟

.
اجتہاد کرنے کی دلیل:
الحديث:
حدثنا حفص بن عمر، عن شعبة، عن ابي عون، عن الحارث بن عمرو اخي المغيرة بن شعبة، عن اناس من اهل حمص، من اصحاب معاذ بن جبل، ان رسول الله صلى الله عليه وسلم، لما اراد ان يبعث معاذا إلى اليمن، قال:" كيف تقضي إذا عرض لك قضاء؟، قال: اقضي بكتاب الله، قال: فإن لم تجد في كتاب الله؟، قال: فبسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: فإن لم تجد في سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولا في كتاب الله؟، قال: اجتهد رايي ولا آلو، فضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم صدره، وقال: الحمد لله الذي وفق رسول رسول الله لما يرضي رسول الله".
معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے حمص کے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو جب یمن (کا گورنر) بنا کر بھیجنے کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: ”جب تمہارے پاس کوئی مقدمہ آئے گا تو تم کیسے فیصلہ کرو گے؟“ معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کی کتاب کے موافق فیصلہ کروں گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر اللہ کی کتاب میں تم نہ پا سکو؟“ تو معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے موافق، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر سنت رسول اور کتاب اللہ دونوں میں نہ پاس کو تو کیا کرو گے؟“ انہوں نے عرض کیا: پھر میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا، اور اس میں کوئی کوتاہی نہ کروں گا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کا سینہ تھپتھپایا، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تمام

تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد کو اس چیز کی توفیق دی جو اللہ کے رسول کو راضی اور خوش کرتی ہے
(ابوداؤد حدیث3592)

یہ حدیث مبارک مشعل راہ ہے کہ قران پھر حدیث و سنت پھر قیاس و استدلال....اس حدیث مبارک سے واضح ہوتا ہے کہ قران حدیث و سنت سے اجتہاد و استدلال کرنا برحق و ماہر علماء کا منصب بلکہ ذمہ داری ہے....استدلال و قیاس کرنے میں سب متفق ہوں یہ ضروری نہیً لیھذا غیرمنصوص ظنیات و فروعیات میں اختلاف ہونا فطری عمل ہے
.
اجتہاد میں اختلاف ہوجانے اور ایک دوسرے کی مذمت تفضلیل تفسیق نہ کرنے کی دلیل:
الحدیث:
قال النبي صلى الله عليه وسلم لنا لما رجع من الأحزاب: «لا يصلين أحد العصر إلا في بني قريظة» فأدرك بعضهم العصر في الطريق، فقال بعضهم: لا نصلي حتى نأتيها، وقال بعضهم: بل نصلي، لم يرد منا ذلك، فذكر للنبي صلى الله عليه وسلم، فلم يعنف واحدا منهم
ترجمہ:
غزوہ احزاب سے واپسی پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم(یعنی صحابہ کرام) سے فرمایا کہ:
تم میں سے ہر ایک بنی قریظہ پہنچ کر ہی عصر کی نماز پڑھے" (صحابہ کرام نے جلد پہنچنے کی بھر پور کوشش کی مگر)راستے میں عصر کا وقت ختم ہونے کو آیا تو کچھ صحابہ کرام نے فرمایا کہ ہم عصر نماز بنی قریظہ پہنچ کر ہی پڑہیں گے اور کچھ صحابہ کرام نے فرمایا کہ نبی پاک کا یہ ارادہ نا تھا(کہ نماز قضا ہو اس لیے) ہم عصر پڑھ لیں گے
(طبرانی ابن حبان وغیرہ کتب میں روایت ہے جس میں ہے کہ کچھ صحابہ نے راستے میں ہی عصر نماز پڑھ لی اور کچھ نے فرمایا کہ ہم رسول کریم کی تابعداری اور انکے مقصد میں ہی ہیں لیھذا قضا کرنے کا گناہ نہین ہوگا اس لیے انہوں نے بنی قریظہ پہنچ کر ہی عصر نماز پڑھی)
پس یہ معاملہ رسول کریم کے پاس پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ایک پر بھی ملامت نا فرمائی
(بخاری حدیث946)
.

دیکھا آپ نے صحابہ کرام علیھم الرضوان کا قیاس و استدلال اور اس میں اختلاف... صحابہ کرام نے اس برحق اختلاف پر ایک دوسرے کو کافر منافق فاسق گمراہ گستاخ نہیں کہا اور نبی پاک نے بھی کسی کی ملامت نا فرمائی...ایسا اختلاف قابل برداشت ہے بلکہ روایتوں مین ایسے فروعی برحق پردلیل باادب اختلاف کو رحمت فرمایا گیا ہے...ایسی اختلاف میں غلطی پر مجتہد کی مذمت نہیں بلکہ ایک اجر ہے
الحدیث:
فاجتهد ، ثم اصاب فله اجران ، وإذا حكم فاجتهد ، ثم اخطا فله اجر
مجتہد اجتہاد کرے اور درستگی کو پالے تو دو اجر اور اگر اجتہادی خطاء کرے تو اسے ایک اجر ملے گا
(بخاری حدیث7352)

.
اختلاف ایک فطرتی چیز ہے.... حل کرنے کی بھر پور کوشش اور مقدور بھر علم و توجہ اور اہلِ علم سے بحث و دلائل کے بعد اسلامی حدود و آداب میں رہتے ہوئے پردلیل اختلاف رحمت ہے
مگر
آپسی تنازع جھگڑا ضد انانیت تکبر لالچ ایجنٹی منافقت والا اختلاف رحمت نہیں، ہرگز نہیں...اختلاف بالکل ختم نہیں ہو پاتا مگر کم سے کم ضرور کیا جا سکتا ہے،اس لیے اختلاف میں ضد ،انانیت، توہین و مذمت نہیں ہونی چاہیے بلکہ صبر اور وسعتِ ظرفی ہونی چاہیے... اور یہ عزم و ارادہ بھی ہونا چاہیے کہ اختلاف کو ختم کرنے کی کوشش کی جائے گی، ختم نہیں ہو پایا تو اختلاف کو کم سے کم ضرور کیا جائے گا..اختلاف کو جھگڑے سے بچایا جائے گا..

.
اختلاف کی بنیاد حسد و ضد ہر گز نہیں ہونی چاہیے...
اختلاف اپنی انا کی خاطر نہ ہو
اختلاف لسانیت قومیت کی خاطر نہ ہو
اختلاف ذاتی مفاد لالچ کی خاطر نہ ہو
اختلاف شہرت واہ واہ کی خاطر نہ ہو
اختلاف فرقہ پارٹی کی خاطر کی نہ ہو
اختلاف کسی کی ایجنٹی کی خاطر نہ ہو
اختلاف منافقت، دھوکے بازی کی خاطر نہ ہو

اختلاف ہو تو دلیل و بھلائی کی بنیاد پر ہو، بہتر سے بہترین کی طرف ہو، علم و حکمت سے مزین ہو،

.

ہر شخص کو تمام علم ہو،ہر طرف توجہ ہو، ہر میدان میں ماہر ہو یہ عادتا ممکن نہیں، شاید اسی لیے مختلف میدانوں کے ماہر حضرات کی شوری ہونا بہت ضروری ہے، اسی لیے اپنے آپ کو عقل کل نہیں سمجھنا چاہیے....بس میں ہی ہوں نہیں سوچنا چاہیے...ترقی در ترقی کرنے کی سوچ ہو، ایک دوسرے کو علم، شعور، ترقی دینے کی سوچ ہو....!!

.

کسی کا اختلاف حد درجے کا ہو، ادب و آداب کے ساتھ ہو، دلائل و شواہد پر مبنی ہو تو اس سے دل چھوٹا نہیں کرنا چاہیے...ایسے اختلاف والے کی تنقیص و مذمت نہیں کرنی چاہیے،
بلکہ توجیہ تنبیہ جواب تاویل ترجیح کی کوشش کرنی چاہیے جب یہ ممکن نا ہو تو خطاء اجتہادی پر محمول کرنا چاہیے....ہاں تکبر عصبیت مفاد ضد انانیت ایجنٹی منافقت وغیرہ کے دلائل و شواہد ملیں تو ایسے اختلاف والے کی تردید و مذمت بھی برحق و لازم ہے

.

اسی طرح ہر ایک کو اختلاف کی بھی اجازت نہیں... اختلاف کے لیے اہل استنباط مین سے ہونا ضروری ہے... کافی علم ہونا ضروری ہے... وسعت ظرفی اور تطبیق و توفیق توجیہ تاویل ترجیح وغیرہ کی عادت ضروری ہے، جب ہر ایرے غیرے کم علم کو اختلاف کی اجازت نا ہوگی تو اختلافی فتنہ فسادات خود بخود ختم ہوتے جاءیں گے

.

.

امام احمد رضا فرماتے ہیں:
اطلاق و عموم سے استدلال نہ کوئی قیاس ہے نہ مجتھد سے خاص(اطلاق و عموم سےاستدلال کوئی بھی ماہر عالم کرسکتا ہے اس کے مجتہد ہونا ضروری نہیں)..(فتاویٰ رضویہ جلد7 صفحہ496)

.

ہاں اطلاق و عموم میں کیا کیا آئے گا اور کون اور کیا کس وجہ سے اطلاق و عموم نہیں آئے گا..؟ یہ سمجھ بوجھ بھی ضروری ہے... جس کے لیے
آیات احادیث اثارِ صحابہ و تابعین و آئمہ اسلام...اور

وسیع گہرا مطالعہ...عقائد فقہ لغت علم المعانی و البیان
اور اس قسم کے دیگر علوم پر نظر ضروری ہے... ایسے علماء محققین کو اطلاق و عموم سے استدلال جائز و ثواب

.

.

مسلہ باغ فدک کےضمن میں علا مہ مفت ی جلا لی صاحب نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کو خطا پر قرار دیا اور پھر وضاحت کی کہ خطا سے مراد خطائے اجتہادی ہے
اس کی جواب میں علمی دلائل لا کر مفتی چمن زمان صاحب نے اس کو توہین و گستاخی قرار نہیں دیا لیکن نامناسب کہہ کر رجوع کا مطالبہ کیا---یہاں تک تو بات ٹھیک تھی لیکن
پیر جامی نے علا مہ جلا لی صاحب پر توہین ایذاء رسول اور اشارتا بے غیرتی کا فتوی لگا دیا---اس کے بعد یا اس سے تھوڑا پہلے مفتی چمن زمان صاحب کا ایک اور مقالہ نظر سے گزرا جس میں انہوں نے علا مہ جلا لی صاحب سے اُن الفاظوں کو توہین و بے ادبی اور گناہ قرار دے کر براءت کا اعلان کیا
سننے میں آیا کہ جلا لی صاحب کے استاد محترم اور چند دیگر علما نے بھی رجوع کا مطالبہ کیا اور رجوع نہ کرنے پر علا مہ جلا لی سے براءت کا اعلان کیا البتہ انہوں نے ان الفاظ کو توہین و بے ادبی گناہ قرار دیا یا نہیں میرے علم میں نہیں----

-

میں نے پہلے بھی لکھا تھا اب مزید وضاحت کے ساتھ لکھ رہا ہوں کہ ظنیات میں اجتہاد کرتے ہوئے ہر دور کے علماء کے تفردات رہے ہیں--زیادہ سے زیادہ یہ علا مہ جلا لی صاحب کی اجتہادی غلطی اور تفرد قرار دیا جاتا ناکہ ان پر توہین بے ادبی ایذاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور گناہ کے فتوے لگائے جاتے، ناکہ ان پر رجوع کا جبر کیا جاتا، ناکہ طعنے مذمت من شذ شذ فی النار کے فتوے لگائے جاتے...کاش کہا جاتا کہ
مفت ی جلا لی صاحب اجتہادی خطاء یا تفرد پر ہونے کے باوجود مکرم و محترم ہیں لیکن ہم ان کے اس واحد قول کی تائید نہیں کرتے براءت کا اعلان کرتے ہیں مگر وہ اہلسنت سے خارج نہیں دیگر معاملات میں انکی تقاریر و خدمات معتبر و قابل ستائش ہیں ہم ان کے ساتھ ہیں

-

سیدہ کائنات مطالبے میں حق پر تھی یا خطاء پر تھی اس بارے میں اسلاف کا دوٹوک کوئی بیان کتب میں نہیں پڑھا

-

البتہ اسلاف نے دوٹوک فرمایا کہ اہل بیت اور صحابہ کرام مجتہدین ہیں ان سے خطا کا صدور ممکن ہے...اولیاء(صحابہ اہلبیت دیگر اولیاء)معصوم نہیں محفوظ ہیں..محفوظ کامطلب ہےکہ اکثر ان سے گناہ،خطاء معصیت نہیں ہوتی..اگر ہوتی ہےتو وہ اس پر ڈٹےنہیں رہتے(توبہ رجوع کرلیتےہیں)جبکہ معصوم کا معنی ہے کہ گناہ و خطاء معصیت کا صدور ممکن ہی نہیں...انبیاء کرام اور فرشتے معصوم ہیں ان کے علاوہ کوئی معصوم نہیں(دیکھیے بستان العارفین66،فتاوی حدیثیہ230)

بلکہ

بعض صحابہ، بعض اہلبیت سے اجتہادی خطاء و تفردات واقع ہوئے ہیں جن پر کوئی طعن مذمت بےادبی کے فتوے نہیں لگائے گئے، ظنی تفردات پےرجوع توبہ کا جبر نہ کیا گیا

.

-

(1)بعض صحابہ کی اجتہادی خطاء:

اسلاف علماء میں سے بعض نےبعض صحابہ کرام پر اجتہادی خطا کا اطلاق کیا ہے.....مثلا

ماہر محقق متکلم امام اہلسنت سعدالدین تفتازانی مخالفین سیدنا علی پر اجتہادی بغاوت اجتہادی خطا کا اطلاق کرتے ہوئے لکھتے

ہیں:

واما فی حرب جمل و حرب صفین فالمصیب علی لا کلتا الطائفتین ولا احدهما من غیر تعیین المخالفون بغاة لخروجهم علی الامام الحق لشبهة لا فسقة او کفرة

ترجمہ:

اور جو جنگ جمل اور جنگ صفین ہوئیں ان تمام میں حضرت علی حق و درست تھے مخالفین(سیدہ عائشہ سیدنا زبیر و طلحہ و معاویہ رضی اللہ عنہم اجمعین) اجتہادی خطاء پر تھے، دونوں حق و درست نہیں تھے(مطلب ایسا نہین کہ سیدنا علی کو بھی حق کہا جائے اور ان سے اختلاف کرنے والے مثل سیدنا طلحہ و زبیر و عائشہ و معاویہ وغیرہ بھی کو بھی حق پر کہا جائے ایسا ہرگز نہیں بلکہ سیدنا علی ہی حق پر تھے اور مخالفین اجتہادی خطاء پر تھے)

اور ایسا بھی نہیں کہ کہا جائے کہ بلاتعیین کوئی ایک حق پر تھا(مطلب ایسا بھی مت سمجھو کہ شاید سیدنا معاویہ و زبیر و طلحہ و عائشہ حق پر ہو یا شاید علی حق پر ہوں، ایسا مشکوک نظریہ بھی ٹھیک نہیں بلکہ واضح حق عقیدہ اہلسنت یہی ہے کہ سیدنا علی

حق و درست تھے)اور مخالفین(سیدہ عائشہ سیدنا زبیر و طلحہ و معاویہ بمع گروہ) اجتہادی باغی تھے کہ امام برحق پر خروج کیا شبہ کی وجہ سے، ہاں(شبہ، اجتہادی بغاوت ، اجتہادی خطاء) کی وجہ سے انہیں فاسق و گناہ گار اور کافر نہیں کہہ سکتے (شرح المقاصد533/3)

.

امام اہلسنت سیدی امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے عظیم خلیفہ قبلہ مفتی امجد علی اعظمی اپنی مشہور و معتبر کتاب بہار شریعت میں فرماتے ہیں کہ:
حضرت طلحہ و حضرت زبیر رضی اللہ تعالی عنھما تو عشرہ مبشرہ سے ہیں، ان صاحبوں(سیدہ عائشہ حضرت طلحہ حضرت زبیر)سے بھی بمقابلہ امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم خطائے اجتہادی واقع ہوئی۔(بہار شریعت جلد اول حصہ اول ص40)

.

.

②صحابہ کرام ائمہ کے ظنیات فروعیات میں تفردات،شاذ،مخالفت جمہور غیر معتبر و غیر مفتی بہ قول کئ گذرے.... کسی نے ان پر مذمت نہ کی , توبہ رجوع کا جبر نہ کیا.....سیدی امام احمد رضا لکھتے ہیں:
اتباع سواد اعظم کا حکم اور من شذ شذ من فی النار(جو جدا ہوا وہ جہنم میں گیا۔ ت)کی وعید صرف دربارہ عقائد ہے مسائل فرعیہ فقہیہ کو اس سے کچھ علاقہ نہیں،صحابہ کرام سے ائمہ اربعہ تك رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین کوئی مجتہد ایسا نہ ہوگا جس کے بعض اقوال خلاف جمہور نہ ہوں،سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مطلقًا جمع زر کو حرام ٹھہرانا،ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ کا نوم کو اصلا حدث نہ جاننا،عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کا مسئلہ ربا،امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کامسئلہ مدت رضاع،امام شافعی رضی اللہتعالٰی عنہ کا مسئلہ متروك التسمیہ عمدًا،امام مالك رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مسئلہ طہارت سؤر کلب وتعبد عنسلات سبع،امام احمد رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مسئلہ نقض وضو بلحم جز ور وغیرہ ذلك مسائل کثیرہ کو جو اس وعید کا مورد جانے خود شذ فی النار(جو جدا ہو جہنم میں ڈالا گیا۔ت)کا مستحق بلکہ اجماع امت کا مخالف (فتاوی رضویہ497.498/18)

.

③اہلبیت میں سے بعض کی اجتہادی خطاء، لغزش اور غیر مفتٰی بہ اقوال:

علامہ عبد العلي محمد بن نظام الدين محمد السهالوي الأنصاري اللكنوي . فرماتے ہیں،ترجمہ:
اہل بیت دیگر مجتہدین کی طرح ہیں ان پر خطاء جائز ہے بلکہ وہ کبھی خطا کرتے ہیں اور کبھی درستگی کو پاتے ہیں۔۔اہل بیت سے لغزش واقع ہونا بھی جائز ہے جیسے کہ بی بی فاطمہ سے لغزش واقع ہوئی۔۔۔اسی طرح اہل بیت کے صحابہ کرام سے الگ تفردات گزرے ہیں جس پر اگرچہ فتوی نہیں دیا گیا لیکن کوئی مذمت بھی نہیں کی گئی ۔۔۔صحابہ کرام اور اہل بیت عظام دونوں یہ سمجھتے تھے کہ ان سے خطائے اجتہادی کا صدور ہو سکتا ہے بلکہ ہوا ہے جیسے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی خطا اجتہادی حاملہ متوفی زوجھا کی عدت کے معاملے میں واقع ہوءئ اور بھی بہت سے واقعات ہیں جن میں اہل بیت اور صحابہ کرام کے اجتہادی خطائیں تفردات واقع ہوئے ہیں جو جمہور کے خلاف تھے لیکن فتوی جمہور پر دیا گیا لیکن تفردات والے پر بھی مذمت نہ کیا گیا
(دیکھیے فوتح الرحموت279/2ملخصا ملتقطا)

.
شیخ الحدیث و التفسیر علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:
بہرحال حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے اس باب(مطالبہ میراث،مطالبہ فدک اور بظاہر ناراضگی) میں جو جاری ہوا وہ ان کا اجتہاد تھا۔۔۔اس باب میں صحت اور صواب(درستگی)حضرت ابوبکر صدیق کے ساتھ تھا
(نعمة الباری شرح بخاری 841/14)
اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ سیدہ فاطمہ نے اجتہاد کیا سیدنا ابوبکر حق پے تھے لیھذا سیدہ فاطمہ اجتہادی خطاء پر تھیں....لیکن علامہ صاحب نے دوتوک مطالبے کو خطاء نہیں کہا بلکہ ناراضگی کو خطاء کہا....علامہ صاھب کا ناراضگی قرار دینا خلاف جمھور ہے....اکثر شارحین نے یہی لکھا کہ ناراض نہ ہوئیں تھیں.....روایت میں جو ھجران آیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس معاملے میں بات نہ کی اور دیگر معاملات میں بات و ملاقات کی نوبت ہی نہ آئی تو ھجران مذموم ثابت نہ ہوا....اس ھجران کو علامہ سعیدی نے خطاء اجتہادی لکھا جو کہ علامہ کی خطاء اجتہادی ہے کیونکہ یہ ھجران ثابت ہی نہین یا موول ہے ...لیکن ناراضگی نہ ہونے کے باوجود آخری وقت میں سیدہ فاطمہ کو سیدنا ابوبکر نے راضی کیا اور سیدہ فاطمہ کی وصیت مطابق سیدنا ابوبکر کی بیوی نے انہیں غسل دیا اور حضرت علی کے اصرار پر سیدہ کا جنازہ سیدنا ابوبکر نے پڑھایا جس پر میری تفصیلی مدلل تحریر موجود ہے سرچ کرسکتے ہیں

.
الحاصل:

علمائے مجتہدین نے اجتہاد کرتے ہوئے ظنیات فروعیات میں بعض اہل بیت ، بعض صحابہ کرام و تابعین وغیرہ پر خطاء کا اطلاق کیا ہے---سیدہ فاطمہ پر لغزش کا اطلاق کیا ہے لیکن دو ٹوک خطا اجتہادی کا اطلاق اسلاف میں سے کسی نے کیا ہو میرے علم میں نہیں--کئی کام ایسے ہوتے ہیں جو اسلاف نے متاخرین کے لیے چھوڑ دیے---اور بعض متاخرین مثل علا مہ جلا لی صاحب وغیرہ نے اجتہاد کرتے ہوئے بلامذمت سیدہ فاطمہ پر خطاء اجتہادی کا اطلاق کیا ہے تو کوئی برا نہیں کیا---زیادہ سے زیادہ یہ ان کا تفرد و اجتہاد کہا جا سکتا ہے--- جو پہلے کے اسلاف نے اطلاق نہیں کیا تو کچھ برا نہ کیا اور تفرد و اجتہاد میں مثل و حوالہ کی حاجت نہیں ہوتی بلکہ دلیل کی حاجت ہوتی---ایسا نہیں کہ اسلاف نے نہیں کہا تو بعد کے مجتہدین بھی نہیں کہہ سکتے

-

امام اہلسنت فرماتےہیں:

اور جو یہ کارنامہ کئے بغیر گزر گئے نہ تو ان کی برائی ہوتی ہے نہ کرنے والوں کو عار دلایا جاتاہے، اور یہ تو ایك مشہور مثل ہے کہ پہلے کے بزرگ بعد میں آنے والوں کے لئے بہت سے کام چھوڑ گئے(فتاوی رضویہ260/28)

-

لیھذا مفت ی جلا لی صاحب وغیرہ کا تفرد اور اجتہاد کرتے ہوئے سیدہ فاطمہ پر اجتہادی خطاء کا اطلاق کرنا کوئی برائی بےادبی فسق و گناہ ایذاء رسول نہیں اور نہ ہی ان پر توبہ رجوع کا جبر کیا جاسکتا ہے... نہ ہی مطلقا براءت کا اعلان کیا جاسکتا ہے.... نہ ہی اہلسنت سے خارج کیا جاسکتا ہے...نہ ہی طعن و مذمت کی جاسکتی ہے....ہاں مفت ی جلا لی صاحب اپنے تفرد سے رجوع کر لیں تو بہت اچھی بات ہے یا ان کے اجتہاد کی درستگی دیگر علماء پر منکشف ہو جائے اور وہ بھی اس کو صحیح مان لیں تو بھی برحق

ولاتفسیق بالاجتہادیات

اجتہادی مسائل میں کسی کو فاسق قرار نہیں دیاجاسکتا.(فتاوی رضویہ119/7)

.

نوٹ:

①اسلاف کی لغزشیں اجتہادی خطائیں تلاشنا ، ذکر کرنا ٹھیک نہیں انکی تعریف ہی کرنی چاہیے مگر ضرورتا لغزشیں خطائیں بیان کرنا اور مذمت سے روکنا بامر مجبوری جائز ہے....ہم نے بھی بامر مجبوری یہ تحریر لکھی و عام پبلش کی کہ معاملہ سرعام ہو چکا ہے

②ظنیات فروعات میں حد درجے کا پردلیل باادب اختلاف کوئی غیر سنی کرے تو اسے بھی اس بنیاد پر طعن و مذمت کا نشانہ نہیں بنایا جاسکتا....طعن و مذمت اس بات پر کی جاءے گی جو واقعی قابل مزمت ہو

.

.

سنا ہے علامہ سعید احمد اسد صاحب نے مناظرے کا چیلنج دیا ہے
علا مہ جلا لی صاحب اور علامہ سعید احمد اسد صاحب کا پردلیل بادب مفاھمتی افہام و تفہیم والا مناظرہ مباحثہ ہونا اچھا ہے
مگر
واجب ہے کہ جگھڑا جبر تضلیل و تفسیق و اہلسنت سے نکالی نہ ہو کیونکہ یہ مسلہ ظنیات فروعیات کا ہے

.

القرآن:
وَلاَ تَنَازَعُواْ فَتَفْشَلُواْ وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ
ترجمہ:
اور آپس میں مت جگھڑو کہ تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمھاری قوت اور وقار جاتا رہے گا..(انفال 46)

.

الحدیث:
"ما ضل قوم بعد هدى كانوا عليه إلا أوتوا الجدل"
کوئی قوم ہدایت پانے کے بعد گمراہ نہیں ہوئی مگر جب وہ "جگھڑے"(علمی غیرعلمی کسی بھی قسم کے جھگڑے)میں مبتلا کر دی گئ تو گمراہی ہوتی گئ
(ابن ماجہ حدیث 48)

.

میری نظر میں سیدہ فاطمہ کی اجتہادی خطاء والے معاملے میں قابل قبول درج ذیل موقف ہوسکتے ہیں
①یہ کہا جائے کہ سیدنا بی بی فاطمہ نے باغ فدک وغیرہ کا مطالبہ کیا،سیدنا ابوبکر صدیق نے حدیث سنا کر ملکیت میں دینے کا انکار کیا مگر باغ فدک وغیرہ سے اہلبیت کا خرچہ ادا کرنے کا اقرار کیا، سیدہ مطالبہ سے دستبردار ہوکر واپس چلی گئیں.......بس اتنا بیان کیا جائے کسی کو اجتہادی خطاء نہ کہا جائے....یعنی سکوت کیا جائے،کف لسان کیا

جائے معصوم عن الخطاء کی نفی کی جائے امکان خطاء کہا جائے...خطاء ہوئی اس سے اجتناب.و.سکوت کیا جائے...کیونکہ قطعی روایات سے معلوم نہیں کہ سیدہ نے اجتہاد کرکے اپنا حق سمجھ کر مطالبہ کیا یا حدیث لانورث سے لاعلمی کی وجہ سے مطالبہ کیا معلوم نہیں لیھذا سکوت بہتر
مگر
سنی عالم ماہر سرگرم اگر سیدہ فاطمہ کو اجتہادی خطاء پر کہے تو زیادہ سے زیادہ اسے اسکا تفرد و اجتہادی خطاء شمار کرکے غیرمتفقہ غیرمفتی بہ قول کہا جائے مگر اسے بےادب و گستاخ نہ کہا جائے دیگر معاملات سرگرمیوں خدمات میں اسے معتبر و قابل ستائش کہا جائے...فقیر کا یہی موقف ہے
②یہ کہا جائے کہ سیدنا ابوبکر حق پے تھے سیدہ فاطمہ سے وقتی اجتہادی خطاء ہوئی جوکہ کوئی مذمت و گناہ کی بات نہیں...لیکن جو اجتہادی خطاء نہ کہے اسے ناحق نہ کہا جائے مذمت و رافضیت نا کہا جائے...
③یہ کہا جائے کہ سیدنا ابوبکر حق پے تھے سیدہ فاطمہ سے حدیث پاک لانورث سے لاعلمی کی وجہ سے ناحق مطالبہ و خطاء ہوئی جوکہ درحقیقت نہ خطاء ہے نہ اجتہادی خطاء

.

.
تم کون ہوتے ہو اکابرین علماء کو مشورہ دینے والے،ٹانگ اڑانے والے،ممکنہ موقف بتانے والے ....؟؟
جواب:
ہم جیسے چھوٹے موٹے لوگ کارکنان اگر کچھ مشورہ دیں یا رائے کا اظہار کریں تو سیدھا سا جواب یہی ملتا ہے کہ اپنی اوقات دیکھو، اپنی اوقات میں رہو، کیا پدی کیا پدی کا شوربہ، بڑوں کو مشورہ دیتے ہو، بڑوں کو توجہ دلاتے ہو...بے ادب نافرمان کہیں کے...بلکہ اس سے بھی سخت جوابات ملتے ہیں...
امام نووی علیہ الرحمۃ ایک حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں.
ترجمہ:
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب امام اور سربراہ(لیڈر مفتی اکابر) کوئی حکم مطلق دے اور اس کے متبعین میں سے کسی شخص کی رائے اس کے خلاف ہوتو اس کو چاہیے کہ وہ امیر و سربراہ کے سامنے اپنی رائے پیش کرے تاکہ امیر اس پر غور کرے، پس اگر

امیر پر یہ منکشف ہو کہ اس متبع کی رائے(مشورہ) صحیح ہے تو اسکی طرف رجوع کر لے ورنہ اس متبع کے شبہ کو زائل کرے اور اسکی تسلی کرے..
(شرح مسلم للنووی581/1)

.

علامہ مولا علی قاری حنفی منقولا فرماتے ہیں:
أن العالم ولو بلغ مبلغ الكمال في العلم، فإنه لا بد له من الجهل ببعضه
ترجمہ:
عالم اگر علم کے کمال درجے کو بھی پہنچ جائے تو بھی بعض چیزوں سے وہ ضرور لاعلم ہوگا..
(مرقاۃ تحت شرح حدیث5066

.

کم علمی ، بے توجہی، غلط فہمی چھوٹوں سے بھی ہوسکتی ہے تو بڑوں سے بھی ہوسکتی ہے....لیھذا شاگرد کہہ کر اوقات یاد دلانا ٹھیک نہیں... اپنا استاد ہونا یا استاد العلماء ہونا مت جتائیے.... اپنا علم اپنی خدمات مت جتائیے... بلکہ دلائل و شواہد سے بات کیجیے.... سمجھائیے جواب دیجیے ورنہ حق قبول کریں... وسیع ذہن وسعتِ قلبی رکھیں، باادب ہوکر سلیقے اور تمیز کے ساتھ دلاءل و شواہد سے کوئی شاگرد یا کوئی چھوٹا اختلاف کرے یا مشورہ دے اور توجہ دلائے تو بلاتعصب و حسد، بغیر بڑائی کے غور و فکر لازم ہے...غور و فکر کےبعد مشورہ برحق لگے زیادہ مناسب لگے تو اسے دل سے قبول کرتے ہوئے عمل کرنا چاہیے ورنہ مشورہ دینے والے کے شبہات کا ازالہ کیا جائے..جیسا کہ امام نووی کے حوالے سے گذرا

.

مشورہ قبول ہوجائے تو مشورہ دینے والا سر پر مت چڑھے کہ جی میں تو بڑوں سے آگے نکل گیا.. کیونکہ کسی ایک معاملے مین آپ کی توجہ صحیح سمت مین چلی گئ تو اس کا یہ مطلب نہین کہ تمام معاملات مین آپ بڑھ گئے...ہرگز نہیں

.

بلکہ ہم سب پر لازم ہے کہ ہماری باتیں جتنی بھی صحیح ہوں مگر اپنے آپ کو علمِ کل یا عقل کل نہیں سمجھنا چاہیے...بس میں ہی ہوں کے غرور مین نہیں پڑنا چاہیے...دوسروں کو بھی وقعت دینی چاہیے

.

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

" لا تَنْظُرْ إِلَى مَنْ قَالَ ، وَانْظُرْ إِلَى مَا قَالَ
ترجمہ:
یہ مت دیکھو کہ کس نے کہا، یہ دیکھو کہ کیا کہا
(فوائد موضوعۃ روایت نمبر93)

.

غریب ذہین فطین دلائل کےباوجود غریبی کی وجہ سےبےآواز ہوتاہے...حضرت علی(افسوس غریب غیرمشہور محقق کی کوئی نہیں سنتا(تذکرۃ حمدونیۃ ر623

.

مشہور یا منصب و طاقت والا بےتکی بات کہے تو بھی راز و اوصاف نکالےجاتے ہیں، واہ واہ کی جاتی ہے
مگر
نادار اور غیرمشہور شخص عالم قولِ زریں بھی کہے تو وقعت و توجہ نہیں دی جاتی....افسوس
کسی کی بات،
کسی کی رائے،
کسی کے مشورے
کسی کے مطالبے
کسی کی تحریر کی مضبوطی کو دیکھنا چاہیے، اسکی سچائی، گیرائی اور گہرائی کو دیکھنا چاہیے، اس کے پردلیل ہونے کو دیکھنا چاہیے...کیونکہ علم و شعور عمر دیکھ کر یا قومیت.و.ذات دیکھ کر نہیں آتا،
کئ بزرگ بوڑھے علم و شعور سے عاری بھی ہوتے ہیں اور کئ کم عمر علم.و.شعور والے بھی ہوتے ہیں....تو عمر ذات غریبی امیری مشہوری لائکس کی زیادتی جذباتیات وغیرہ کو مت دیکھیے... بات کی مضبوطی گہرائی گیرائی کو دیکھیے

.

"کبھی کم عمر اور واحد شخص کسی ظنی حادثہ،معاملے مسلے میں درستگی کو پالیتا جسکو بڑا اورجماعت نہیں پاتے،جو جماعت اکثریت سے جدا ہوا وہ جہنم گیا یہ حکم اس پر ہے جو عقائد و قطعیات میں جدا ہو ورنہ ظنیات میں تفردات صحابہ تابعین آئمہ علماء کے بہت گذرے(دیکھیے فتاوی رضویہ،491,492/18)

.

میری امت کےعلماء کا(ظنیات فروعیات میں)اختلاف رحمت ہے(جامع الاحادیث874)

ظنیات فروعیات میں ماہر سنی علماء کا پردلیل باادب اختلاف رحمت ہے...اس سے دل چھوٹا نہ کریں، جس ماہر سنی عالم کی چاہیں پیروی کریں،ایسے ظنی فروعی مساءل میں دوسروں کی تضلیل تفسیق طعنے مذمت نہ کریں

.

صحابہ کرام ائمہ کے ظنیات فروعیات میں تفردات،مخالفت جمہور غیر معتبر و مفتی بہ قول کئ گذرے جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا.... کسی نے ان پر مذمت نہ کی , توبہ رجوع کا جبر نہ کیا.....

.

علمائے مجتہدین نے اجتہاد کرتے ہوئے ظنیات فروعیات میں بعض اہل بیت ، بعض صحابہ کرام و تابعین وغیرہ پر خطاء کا اطلاق کیا ہے---سیدہ فاطمہ پر لغزش کا اطلاق کیا ہے لیکن دو ٹوک خطا اجتہادی کا اطلاق اسلاف میں سے کسی نے کیا ہو میرے علم میں نہیں--کئی کام ایسے ہوتے ہیں جو اسلاف نے متاخرین کے لیے چھوڑ دیے---اور بعض متاخرین مثل علامہ مفتی آ صف ا شرف جلا لی صاحب وغیرہ نے اجتہاد کرتے ہوئے بلامذمت سیدہ فاطمہ پر خطاء اجتہادی کا اطلاق کیا ہے تو کوئی برا نہیں کیا---زیادہ سے زیادہ یہ ان کا تفرد و اجتہاد کہا جا سکتا ہے--- جو پہلے کے اسلاف نے اطلاق نہیں کیا تو کچھ برا نہ کیا اور تفرد و اجتہاد میں مثل و حوالہ کی حاجت نہیں ہوتی بلکہ دلیل کی حاجت ہوتی---ایسا نہیں کہ اسلاف نے نہیں کہا تو بعد کے مجتہدین بھی نہیں کہہ سکتے

-

امام اہلسنت فرماتےہیں:

اور جو یہ کارنامہ کئے بغیر گزر گئے نہ تو ان کی برائی ہوتی ہے نہ کرنے والوں کو عار دلایا جاتاہے، اور یہ تو ایك مشہور مثل ہے کہ پہلے کے بزرگ بعد میں آنے والوں کے لئے بہت سے کام چھوڑ گئے(فتاوی رضویہ260/28)

-

لیھذا مفت ی جلا لی صاحب وغیرہ کا تفرد اور اجتہاد کرتے ہوئے سیدہ فاطمہ پر اجتہادی خطاء کا اطلاق کرنا کوئی برائی بےادبی فسق و گناہ ایذاء رسول نہیں اور نہ ہی ان پر توبہ رجوع کا جبر کیا جاسکتا ہے... نہ ہی مطلقا براءت کا اعلان کیا جاسکتا ہے.... نہ ہی اہلسنت سے خارج کیا جاسکتا ہے...نہ ہی طعن و مذمت کی جاسکتی ہے...ہاں مفتی جلالی صاحب اپنے تفرد سے رجوع کر لیں تو بہت اچھی بات ہے یا ان کے اجتہاد کی درستگی دیگر علماء پر منکشف ہو جائے اور وہ بھی اس کو صحیح مان لیں تو بھی برحق

ولاتفسیق بالاجتہادیات

اجتہادی مسائل میں کسی کو فاسق قرار نہیں دیاجاسکتا.(فتاوی رضویہ119/7)

.

مفتی چمن زمان کی کتاب محفوظہ پر تبصرہ:
قسط1:
مفتی چمن زمان لکھتے ہیں:
میرے بھائی خدا لگتی کہنا
حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی بے ادبی تبرا
حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنہ کی بے ادبی تبرا
حضرت وحشی رضی اللہ تعالی عنہ کی بے ادبی تبرا
اور سطور بالا میں قانونِ شریعت کے حوالے سے گزرا کے اس کا قائل رافضی
تو
جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی تبرا کیوں نہیں
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر کے ٹکڑے کی بے ادبی کرنے والا ناصبی کیوں نہیں
(محفوظہ ص178)

.

حضرت نے قانون شریعت کا یہ حوالہ دیا تھا:
"کوئی ولی کتنے ہی بڑے مرتبہ کا ہو کسی صحابی کے رتبہ کو نہیں پہنچتا- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جنگ خطائے اجتہادی ہے جو گناہ نہیں ہے اس لیے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ظالم؛ باغی؛ سرکش؛ یا کوئی برا کلمہ کہنا حرام و نا جائز بلکہ تبرا و رفض ہے-(قانون شریعت صفحہ 19)

.

تبصرہ:
حضرت جوش میں ہوش کھو بیتھے یا پھر اندھی عقیدت و مذموم محبت کے نشے میں چور لگتے ہیں کہ انہین قانون شریعت کے حوالے میں "اجتہادی خطاء"نظر ہی نہ آیا.....جی ہاں قانون شریعت کے مصنف علیہ الرحمۃ خود سیدنا امیر معاویہ کی طرف خطائے اجتہادی کی نسبت کی جوکہ نہ گناہ ہے نہ بے ادبی نہ رفض نہ تبرا
لیھذا

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی طرف اجتہادی خطاء کی نسبت کرنا نہ رفض ہے نہ ناصبیت نہ گناہ نہ بےادبی نہ تبرا

.

نوٹ:

حضرت کے رسالہ کا مطالعہ جاری ہے....رسالہ کے ایک حصہ میں انہوں نے انبیاء کرام علیہم السلام سے اجتہادی خطاء کی نفی پر وہ دلائل دیے جنکا ہم اپنی تحریر میں رد لکھ چکے اور اسلاف کے معتبر مضبوط حوالہ جات سے ثابت کرچکے کہ انبیاء کرام علیہم السلام سے اجتہادی خطاء جائز ہے بلکہ بعض انبیاء کرام علیہم السلام سے ہوئی بھی ہے مگر وہ اجتہادی خطاء پر قائم نہیں رہتے کیونکہ اللہ انہیں وحی فرما دیتا ہے

.

مفتی چمن زمان کی کتاب محفوظہ پر تبصرہ:

قسط 2:

.

محفوظ کا معنی اور مفتی چمن زمان............!!

.

محفوظ کا معنی بتاتے ہوئے مفتی چمن زمان نے عظیم اشتباہ و چالاکی و دھوکہ دہی کی ہے...لکھتے ہیں:

اولیاء کاملین معصوم نہ ہوکر بھی حفظ الہی نصیب ہوتی ہےجسکی وجہ سے وہ گناہ و خطاء سے منزہ کردیے جاتے ہیں......ایک دو سطر بعد لکھتے ہیں:

بعض کاملین ہر قسم کے گناہ حتی کہ خطاء سے بھی پاک ہوتے ہیں(محفوظہ ص15,16)

یہ لکھنے کے بعد ایک دو مبہم حوالے دینے کے بعد فتاوی رضویہ کی عبارت بطور دلیل پیش کرتے ہیں:

درجہ ۴:ہر قسم حکایت بے محکی عنہ کے تعمد سے اجتناب کلی کرے اگرچہ برائے سہووخطا حکایت خلاف واقع کاوقوع ہوتاہویہ درجہ خاص اولیاء اللہ کا ہے۔

درجہ ۵:اللہ عزوجل سہوا وخطأً بھی صدور کذب سے محفوظ رکھے مگر امکان وقوعی باقی ہو یہ مرتبہ اعاظم صدیقین کا ہے(فتاوی رضویہ358/15)

.

تبصرہ:

اولا:

مفتی چمن زمان صاحب نے عظیم اشتباہ و چالاکی کا مظاہرہ کیا دھوکہ دہی سے کام لیا اور یہ ثابت کرنی کی کوشش کی کہ اولیاء صحابہ اہلبیت معصوم نہیں مگر گناہ اور خطاء اجتہادی سے بھی محفوظ ہیں...اور پھر اگلی لائن میں پہلے کے کلام کے الٹ لکھ دیا کہ یہ خطاء سے محفوظیت بعض کاملین کے لیے ہے....اور یہ بھی نہ بتایا کہ دلائل اور انکی عبارت میں جو خطاء کی نفی ہے وہ خطاء معصیت ہے یا اجتہادی...اسی کو تو چالاکی اشتباہ دھوکہ دہی کہتے ہیں کہ بعض جگہ کچھ پھر چند سطور بعد کچھ مگر دلائل کچھ اور

.
ثانیا:
سیدی اعلی حضرت نے تعمد کذب یعنی جان بوجھ کر جھوٹ بولنے کی نفی کی ہے اور فرمایا ہے کہ اولیاء سے سھوا خطاءن کبھی جھوٹ واقع ہو جاتا ہے یہ درجہ چہارم ہے اور اعاظم صدیقین سے خطاءن بھی جھوٹ صادر نہیں ہوتا، یہ حضرات خطاء معصیت سے محفوظ ہوتے ہیں یہ درجہ اعاظم صدیقین کا ہے....خطاءن سھوا کذب جھوٹ کی نفی کی ہے،خطاء معصیت کی نفی ہےاور وہ بھی بعض سے جبکہ اجتہادی خطاء کی نفی نہیں کی کیونکہ سیدی اعلی حضرت نے صحابہ کرام کے متعلق دوٹوک فرمایا کہ بعض صحابہ سے اجتہادی خطا ہوئی...

.
اجتہادی خطاء تو سیدی رضا نے صحابہ کرام مثل امیر معاویہ و سیدہ عائشہ وغیرھما رضی اللہ عنھم کے لیے لکھی ہے...سیدی رضا فرماتے ہیں:
جنگِ جمل و صفین میں حق بدست حق پرست امیر المومنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ تھا۔مگر حضرات صحابہ کرام مخالفین(مثل سیدنا معاویہ و عائشہ صدیقہ وغیرہ) کی خطا خطائے اجتہادی تھی(فتاوی رضویہ615/29)
اسلاف نے اجتہادی خطاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے بھی ثابت کی ہےجیسے کہ نیچے تفصیل آرہی ہے....کیا سیدہ عائشہ سیدنا علی صدیقین میں سے نہیں...؟؟ بالکل صدیقین میں سے ہیں ان سے کذب واقع نہ ہوا مگر اجتہادی خطاء واقع ہوئی لیھزا سیدہ فاطمہ سے بھی اجتہادی خطاء ممکن و جائز ہے

.
ثالثا:
محفوظ کا وہ معنی نہیں جو چمن زمان نے بتایا بلکہ محفوظ کا معنی و تحقیق یہ ہے کہ:
معصوم اور محفوظ کا فرق اور محفوظ کی تفصیل..........!!
خلاصہ:

اولیاء(صحابہ اہلبیت دیگر اولیاء)معصوم نہیں محفوظ ہیں..محفوظ کامطلب ہےکہ اکثر ان سے گناہ،خطاء معصیت نہیں ہوتی..اگر ہوتی ہےبلکہ کچھ سے ہوئی بھی ہےتو وہ اس پر ڈٹےنہیں رہتے(توبہ رجوع کرلیتےہیں)جبکہ معصوم کا معنی ہے کہ گناہ و خطاء معصیت کا صدور ممکن ہی نہیں...انبیاء کرام اور فرشتے معصوم ہیں ان کے علاوہ کوئی معصوم نہیں...اجتہادی خطاء معصوم اور محفوظ دونوں سے ممکن ہے بلکہ بعض سے ہوئی ہے مگر معصوم کو وحی کرکے اصلاح کردی جاتی ہے جبکہ محفوظ خطاء اجتہادی پر اسکو وحی نہیں ہوتی اس لیے بعض محفوظین خطاء اجتہادی پر قائم و دائم بھی رہتے ہیں کچھ رجوع کرلیتےہیں
(دیکھیے بستان العارفین66،فتاوی حدیثیہ230 تفسير الماوردي = النكت والعيون ,457/3)

.

.

تفصیل:
يكون محفوظا فلا يصر على الذنوب وإن حصلت هفوات في أوقات أو زلات فلا يمتنع ذلك في وصفهم.
ولی(صحابہ اہلبیت دیگر اولیاء)محفوظ ہیں وہ(اکثر گناہ و خطاء نہیں مگر کبھی گناہ ان سے ہو بھی جاتا ہے تو وہ)گناہوں پر مصر و قائم نہیں رہتے اگر چہ بعض اوقات ان سے ہفوات و لغزیشیں واقع ہوتی ہیں مگر یہ ولایت کے منافی نہیں
[بستان العارفين للنووي ,page 66]

.

والأولياء وَإِن لم يكن لَهُم الْعِصْمَة لجَوَاز وُقُوع الذَّنب مِنْهُم وَلَا يُنَافِيهِ الْوَلَايَة...لَكِن لَهُم الْحِفْظ فَلَا تقع مِنْهُم كَبِيرَة وَلَا صَغِيرَة غَالِبا
اولیاء(صحابہ اہلبیت دیگر اولیاء)اگرچہ معصوم نہیں کیونکہ ان سے گناہ کا واقع ہونا جائز ہے یہ ولایت کے منافی نہیں مگر یہ محفوظ ہوتے ہیں تو ان سے غالبا صغیرہ کبیرہ گناہ واقع نہیں ہوتے(غالبا کی قید سے واضح ہے کہ کبھی کبیرہ صغیرہ سھوا خطاء اجتہادی خطاء واقع ہوتی ہے)
[الفتاوى الحديثية لابن حجر الهيتمي ,ص 230بحذف يسير]

.

لأن الأنبياء معصومون من الغلط والخطأ لئلا يقع الشك في أمورهم وأحكامهم , وهذا قول شاذ من المتكلمين. والقول الثاني: وهو قول الجمهور من العلماء والمفسرين ولا يمتنع وجود الغلط والخطأ من الأنبياء كوجوده من غيرهم. لكن لا يقرون عليه وإن أقر عليه غيرهم
خلاصہ:

وہ جو کہتے ہیں کہ انبیاء کرام غلطی اور خطا سے معصوم ہے یہ قول شاذ متکلمین کا ہے جمہور علماء اور مفسرین کا قول یہ ہے کہ انبیائے کرام سے اجتہادی غلطی اور اجتہادی خطا ہوجاتی ہے لیکن وہ اس پر قائم نہیں رہتے (بلکہ اللہ تعالی انکی اصلاح فرما دیتا ہے)غیر انبیاء سے خطا اجتہادی ہوتی ہے تو اس کے لیے ضروری نہیں کہ وہ اس پر قائم نہ رہیں بلکہ بعض اس پر قائم بھی رہتے ہیں
[اتفسير الماوردي = النكت والعيون ,457/3بحذف يسيير]

.

①صحابہ کرام ائمہ کے ظنیات فروعیات میں تفردات،مخالفت جمهور غیر معتبر و مفتی بہ قول کئ گذرے.... کسی نے ان پر مذمت نہ کی , توبہ رجوع کا جبر نہ کیا.....سیدی امام احمد رضا لکھتے ہیں:
اتباع سواد اعظم کا حکم اور من شذ شذ من فی النار(جو جدا ہوا وہ جہنم میں گیا۔ ت)کی وعید صرف دربارہ عقائد ہے مسائل فرعیہ فقہیہ کو اس سے کچھ علاقہ نہیں،صحابہ کرام سے ائمہ اربعہ تك رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین کوئی مجتہد ایسا نہ ہوگا جس کے بعض اقوال خلاف جمہور نہ ہوں،سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مطلقًا جمع زر کو حرام ٹھہرانا،ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ کا نوم کو اصلا حدث نہ جاننا،عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کا مسئلہ ربا،امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کامسئلہ مدت رضاع،امام شافعی رضی اللہتعالٰی عنہ کا مسئلہ متروك التسمیہ عمدًا،امام مالك رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مسئلہ طہارت سؤر کلب وتعبد عنسلات سبع،امام احمد رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مسئلہ نقض وضو بلحم جز ور وغیرہ ذلك مسائل کثیرہ کو جو اس وعید کا مورد جانے خود شذ فی النار(جو جدا ہو جہنم میں ڈالا گیا۔ت)کا مستحق بلکہ اجماع امت کا مخالف
(فتاوی رضویہ497.498/18)

.

②اہلبیت میں سے بعض کی اجتہادی خطاء، لغزش اور غیر مفتٰی بہ اقوال:
علامہ عبد العلي محمد بن نظام الدين محمد السهالوي الأنصاري اللكنوي فرماتے ہیں،ترجمہ:
اہل بیت دیگر مجتہدین کی طرح ہیں ان پر خطاء جائز ہے بلکہ وہ کبھی خطا کرتے ہیں اور کبھی درستگی کو پاتے ہیں۔۔اہل بیت سے لغزش واقع ہونا بھی جائز ہے جیسے کہ بی بی فاطمہ سے لغزش واقع ہوئی۔۔۔اسی طرح اہل بیت کے صحابہ کرام سے الگ تفردات گزرے ہیں جس پر اگرچہ فتوی نہیں دیا گیا لیکن کوئی مذمت بھی نہیں کی گئی ۔۔۔صحابہ کرام اور اہل بیت عظام دونوں یہ سمجھتے تھے کہ ان سے خطائے اجتہادی کا صدور ہو سکتا ہے بلکہ ہوا ہے جیسے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی خطا اجتہادی حاملہ

متوفی زوجھا کی عدت کے معاملے میں واقع ہوءئ اور بھی بہت سے واقعات ہیں جن میں اہل بیت اور صحابہ کرام کے اجتہادی خطائیں تفردات واقع ہوئے ہیں جو جمہور کے خلاف تھے لیکن فتوی جمہور پر دیا گیا لیکن تفردات والے پر بھی مذمت نہ کیا گیا
(دیکھیے فواتح الرحموت279/2ملخصا ملتقطا)

.

جب سیدنا علی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنھما سے اجتہادی خطاء ہوسکتی ہے تو سیدہ فاطمہ سے کیوں نہیں.....؟؟

.

نوٹ:

ہم کئ بار لکھ چکے کہ خطائیں تلاشنا نہ شوق ہے نا پسندیدہ موضوع مگر اجتہادی خطائیں حق سچ ہے اسلاف نے بیان کیں...جو محبت کےنام کے پےحق سچ کا منکر ہوگا اسے جواب دینے کےلیےمجبورا ہمیں بھی بیان کرنا پڑیں

مفتی چمن زمان کی کتاب محفوظہ پر تبصرہ:

قسط سوئم:

مفتی چمن زمان کی بدگمانی حسد تعصب

مفتی چمن زمان کی بات کاخلاصہ:

سیدہ فاطمہ کو مطلقا خطاء پر کہنا اتنی بڑی بےادبی نہیں...سیدہ فاطمہ کو خاص کرکے مسلہ فدک میں خطاء پر کہنا بڑی بے ادبی ہے جیسے اللہ کو مطلقا خالق کہنا بےادبی نہیں مگر خاص کرکے خالق الخنازیر کہنا بےادبی ہے(دیکھیے محفوظہ ص66)

.

تبصرہ:

اولا:

اللہ تبارک و تعالی کی ذات اقدس پر کسی مخلوق کو قیاس نہیں کرنا چاہیے....نیز کہاں یہ مثال کہاں خطاء کی مثال...خالق کل شی کہنا بےادبی نہیں جبکہ خطاء کہنا اپ کے مطابق بےادبی تو مثالیں برابر نہیں

.

ثانیا:

کبھی مطلقا بولنا بڑی بےادبی ہوتی ہے مگر خصوصا اور قیودات لگا کر بولنا بےادبی ہی نہیں ہوتی مثلا مطلقا بولنا کہ سیدہ فاطمہ غیرعالمہ تھیں....یہ مطلقا بولنا بےادبی ہے جبکہ خصوصا بولنا کہ سیدہ فاطمہ حدیث لانورث نہیں جانتی تھیں کہنا برحق و سچ ہے کوئی

بےادبی نہیں...اسکا اعتراف مفتی چمن زمان خود کر چکے کہ سیدہ حدیث لانورث سے لاعلم تھیں دیکھیے محفوظہ ص81)
اپ تعصب ، حسد و بدگمانی کی عینک اتار کر دیکھتے تو مطلقا خطاء کہنا آپ کے مطابق بے ادبی ہے مگر شیعوں کے عقیدہ معصومیت کے رد اور صدیق اکبر کو غاصب کہنے کے رد میں اور وہ بھی فقط ایک مسلہ فدک میں اور وہ بھی علمی انداز و ماحول میں اور وہ بھی وقتی غیردوامی خطاء کہنا اور خطاء اجتہادی مراد لینا اہل انصاف کے نزدیک بےادبی ہرگز نہیں ہونا چاہیے....چمن زمان کے لاعلم والی بات کے مطابق بےادبی ہی نہیں ہونی چاہیے کم سے کم بےادبی خلاف اولی ہونی چاہیے چمن زمان کےمطابق....جبکہ چمن زمان کہتے ہیں یہ خصوص بےادبی کو بڑھاتا ہے....لاحولا ولا قوۃ الا باللہ

.

یہ بدگمانی حسد تعصب نہیں تو اور کیا ہے...؟؟ ایک سچے اہلسنت محبت صحابہ و اہلبیت عالم کے علمی انداز میں بولے گئے لفظ سے اچھا معنی مراد لینا فرض تھا جبکہ چمن زمان نے بےادبی کے معنی لیے اور برھا چڑھا کر بڑی بےادبی کی بھونڈی کوشش کی ہے ضال مضل گمراہ کے فتوے لگا دیے انا للہ و انا الیہ راجعون

.

سیدی اعلٰی حضرت امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
یہ نکتہ بھی یاد رہے کہ بعض محتمل لفظ جب کسی مقبول سے صادر ہوں بحکمِ قرآن انہیں "معنی حسن" پر حمل کریں گے، اور جب کسی مردود سے صادر ہوں جو صریح توہینیں کرچکا ہو تو اس کی خبیث عادت کی بنا پر معنی خبیث ہی مفہوم ہوں گے کہ:
کل اناء یترشح بما فیہ صرح بہ الامام ابن حجر المکی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ۔
ہر برتن سے وہی کچھ باہر آتا ہے جو اس کے اندر ہوتا ہے امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تصریح فرمائی ہے...
(فتاوی رضویہ : ج29، ص225)

.

نوٹ:
میرے مطابق سیدنا صدیق اکبر کو برحق کہناچاہیے اور سیدہ کے متعلق سکوت کرنا چاہیے کیونکہ کسی صحیح روایت میں یہ نہیں کہ سیدہ حدیث لا نورث نہیں جانتی تھیں اور یہ بھی صحیح روایات سے ثابت نہیں کہ حدیث لانورث کو جانتے ہوئے اجتہاد کرکے خطاء اجتہادی کر بیٹھیں....جب دونوں احتمال ہیں تو سکوت بہتر واللہ اعلم

.

مفتی چمن زمان کی کتاب محفوظہ پر تبصرہ:
قسط4:
مفتی چمن زمان نے درج ذیل چار نظریات پیش کییے
①صحابہ کرام نے ایک دوسرے کو کبھی کسی مسلے میں خطاء پر نہ کہا.....
②علماء کی نسبت خطاء کی طرف کرنا بدعت و گناہ ہے
③اکابر اسلاف کاملین خطاء اجتہادی سے بھی محفوظ ہیں
④بعض مواقع پے بعض سامعین کے اعتبار سے بعض وجوہ کی وجہ سے خطاء اجتہادی کہنا گالی تک ہو جاتا ہے
پھر
⑤اخر میں نتیجہ نکالا کہ جلا لی صاحب کا خطاء کہنا اجتہادی مراد لینا سیدہ فاطمہ کی بےادبی گستاخی گناہ تبرا و ناصبیت کیوں نہیں؟؟
(دیکھیے محفوظہ ص143 تا180)
.
تبصرہ:
سردست چند حوالہ جات پڑہیے کہ صحابہ کرام تابعین عظام اکابر و اسلاف میں سے بعض نے بعض کو بعض مسائل میں خطاء کی طرف منسوب کیا
وَلَكِنَّهُ أَخْطَأَ
سیدہ عائشہ نے فرمایا کہ اس مسلہ عذاب میں سیدنا ابن عمر نے خطاء کی
[ترمذی تحت حدیث1006 سنن نسائی روایت1856, إثبات عذاب القبر للبيهقي page 72,]

.
فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: " أَخْطَأَ فِي هَذَا،
سیدنا ابن عباس نے فرمایا کہ سیدنا ابن مسعود نے اس مسلہ میں خطاء کی
[مصنف عبد الرزاق الصنعاني ,419/6]

مُجَاهِدًا فَقَالَ: «أَخْطَأَ
سیدنا مجاہد نے فرمایا کہ سیدنا عکرمہ نے تفسیر میں خطاء کی
[مصنف عبد الرزاق الصنعاني ,457/4]

.
فَسَأَلْتُ عَطَاءً فَقَالَ: «أَخْطَأَ سَعِيدٌ
اس مسلہ میراث میں سیدنا عطاء نے کہا کہ سیدنا سعید نے خطاء کی ہے
[مصنف ابن أبي شيبة استاد بخاری,246/6]

.
قال عُمَرُ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ -: إِنَّكَ أخطأتَ التّأويلَ
حضرت سیدنا عمر نے سیدنا صحابی قدامہ کو فرمایا کہ ایت کی تاویل و تفسیر میں اپ نے خطاء کی
[السنن الكبرى للبيهقي,481/17]

.
قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ قَالَ أَبِي: " أَخْطَأَ فِيهِ يَحْيَى بْنُ سَعِيد
تعری کے معاملے میں امام احمد بن حنبل نے کہا کہ یحیی بن سعید نے خطاء کی
[مسند أحمد مخرجا ,238/20]

.
قَالَ ابْنُ الْمُسَيِّبِ: أَخْطَأَ شُرَيْحٌ
سیدنا ابن مسیب نے فرمایا(عظیم)قاضی شریح نے اس مسلے میں خطاء کی
[مصنف عبد الرزاق الصنعاني ,413/8...
[مصنف ابن أبي شيبة ,396/4].

أَخْطَأَ الْمَوْلِيَانِ،
سیدنا ابن عباس نے فرمایا کہ اس آیت کی تفسیر میں سیدنا سعید اور سیدنا عطاء نے خطاء کی
[مصنف عبد الرزاق الصنعاني ,134/1]

.
أَجَلْ، إِنَّهُ أَخْطَأَ
سیدنا عروہ نے کہا کہ جی ہاں نماز کسوف کے متعلق میرے بھائی نے خطاء کی ہے
[بخاری تحت حدیث1046,مسند أحمد مخرجا ,119/41]
.

فَقَالَ الشَّعْبِيُّ: «أَخْطَأَ،
امام شعبی نے کہا کہ امام ابن حازم نے سر پر نماز جنازہ پڑھنے کے مسلے میں خطاء کی
[المستدرك على الصحيحين للحاكم ,637/3]

.
۔صحابہ کرام اور اہل بیت عظام دونوں یہ سمجھتے تھے کہ ان سے خطائے اجتہادی کا صدور ہو سکتا ہے بلکہ ہوا ہے جیسے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی خطا اجتہادی حاملہ متوفی زوجھا کی عدت کے معاملے میں واقع ہوءئ
(از فواتح الرحموت279/2)

.
محفوظ و معصوم کا فرق قسط2 میں ملاحظہ فرمائیں

.
اب ایک طرف وہ حوالے جو مفتی چمن زمان نے دییے کہ اسلاف نے ایک دوسرے کو خطاء کی طرف منسوب نہ کیا...صحابہ اہلبیت کاملین اکابر اسلاف خطاء سے محفوظ ہیں.....دوسری طرف یہ ہمارے دیے گئے مذکورہ بالا روایات کہ جس میں صحابہ اہلبیت تابعین اسلاف میں سے بعض نے بعض کو خطاء کی طرف منسوب کیا
اب چاہیے تو یہ تھا کہ مفتی چمن زمان محقق زماں پر عیاں ہوتا کہ دونوں روایات ہیں تو دونوں روایات لکھتے اور اچھی تطبیق دیتے مگر انہوں نے ایسا نہ کیا بلکہ ہچکولے کھاتے ہوئے کبھی خطاء کبھی اجتہادی خطاء کی نفی کرتے گئے اور انداز سے واضح کرتے گئے کہ کسی بھی کامل کو اجتہادی خطاء کہنا بےادبی ہے بلکہ گناہ تبرا و ناصبیت ہے نعوذ باللہ
یہ انکی غفلت ہے یاعدم توجہ یا مکاری ایجنٹی حسد تعصب اللہ ہی بہتر جانتا ہے مگر اشارے ایجنتی حسد تعصب کے ملتے ہیں

.
①حب صحابہ اہلبیت سے خطاء کی نفی بھی ہے اور اثبات بھی تو لامحالہ کہنا پڑے گا کہ خطاء معصیت کی نفی ہے اور اجتہادی خطاء کا اثبات...لیھذا مفتی چمن کا مراد لینا کہ خطاء اجتہادی کی نسبت نہیں کی یہ چمن زمان کا جھوٹ و مکاری ہے یا غفلت

.
②جب صحابہ کرام اہلبیت تابعین عظام خطاء اجتہادی سے معصوم و محفوظ نہیں تو دیگر اولیاء علماء اسلاف کیسے محفوظ ہوسکتے ہیں...؟؟ لیھزا جن اکابر نے محفوظیت کا

قول کیا تو انکی مراد لامحالہ ہوگی کہ خطاء معصیت سے اکثر محفوظ ہیں...لیھذا چمن زمان کا مراد لینا کہ صحابہ اور کاملین اجتہادی خطاء سے بھی محفوظ ہیں...یہ مراد لینا جھوٹ و مکاری ہے یا غفلت

.

3 صحابہ کرام اہلبیت تابعین عظام کی طرف اجتہادی خطاء کی نسبت منقول ہے تو عالم کا عالم کو خطاء کی طرف نسبت کرنا بھی بدعت فسق و گناہ نہیں،وہ جو منقول ہے کہ فسق و بدعت ہے اسکا مطلب لامحالہ یہ ہوگا کہ جاہل کا عالم کو خطاء پر کہنا بدعت و گناہ ہے...لیھذا مفتی چمن زمان کا اس قول سے اشارہ دینا کہ عالم عالم کو بھی خطاء اجتہادی پر کہنا گناہ تو سیدہ فاطمہ کو کہنا بدرجہ اولی بدعت و گناہ....یہ اشارہ دینا مبہم عبارت پیش کرنا کہ جس سے دھوکہ لگے یہ مفتی چمن زمان کی مکاری عیاری نہیں تو اور کیا ہے....؟؟
لیھذا مفتی چمن زمان نے تینوں نظریات غلط پیش کیے اور ان سے غلط نتیجہ نکالا
لیھذا بعض صحابہ اہلبیت تابعین کی طرف منقول صراحتا یا منقول دلالۃ خطاء اجتہادی کی نسبت کرنا عندالضرورۃ اہل علم کے لیے جائز ہے کوئی بےادبی و گناہ بدعت نہیں....البتہ بلاضرورۃ بلا نقل صریح بلانقل حکمی خطاء اجتہادی کی نسبت کرنا ممنوع ہے
سیدہ فاطمہ کی طرف نسبت اجتہادی خطاء صریح منقول ہونے کا ہمیں علم نہیں نا ہی دعوی مگر دلائل کے دلالت و اشارے سے ثابت ہوتا ہے کہ سیدہ سے اجتہادی خطاء ہوئی...لیھذا علامہ محقق مفتی مجتہد جلا لی صاحب کا علمی انداز و ماحول میں شیعہ کے باطل عقیدہ عصمیت کے بطلان میں احادیث و اسلاف کی عبارات سے دلالۃً اشارتاً مسلہ واحدہ میں غیردوامی خطاء منسوب کرنا اور اجتہادی خطاء مراد لینا کوئی گستاخی بے ادبی تبرا و ناصبیت نہیں....زیادہ سے زیادہ خلاف اولی و نامناسب تفرد یا جلا لی کی اجتہادی خطاء کہا جاسکتا ہے

.

اگرچہ میرا موقف سکوت کا ہے مگر سیدہ فاطمہ فداہ روحی کو بلانقل صریح عندالضرورۃ بانقل حکمی دلائل کے دلالت و اشارے کےتحت اجتہادی خطاء پر کہناگستاخی بےادبی تبرا ناصبیت و گناہ نہیں

.

اجتہادی خطاءیں گنوانا نہ ہمارا شوق ہے نہ پسندیدہ موضوع مگر محبت کی آڑ میں حق سچ نصوص و عباراتِ اسلاف کو جھٹلایا جائے...جھوٹ کو محبت کہا جائے تو حق سچ واضح کرنا لازم

.

القرآن..ترجمہ:
حق سے باطل کو نا ملاؤ اور جان بوجھ کر حق نہ چھپاؤ
(سورہ بقرہ آیت42)
.
الحدیث..ترجمہ:
خبردار...!!جب کسی کو حق معلوم ہو تو لوگوں کی ھیبت
(رعب مفاد دبدبہ خوف لالچ) اسے حق بیانی سے ہرگز نا روکے
(ترمذی حدیث2191)
.
الحدیث.. ترجمہ:
حق کہو اگرچے کسی کو کڑوا لگے
(مشکاۃ حدیث5259)
.
جو حق(بولنے، حق کہنے، حق سچ بتانے)سے خاموش رہے وہ گونگا شیطان ہے
(رسالہ قشیریہ 245/1)
.
الحدیث:
متنطعون(تعریف تنقید تقریر تحریر وغیرہ قول یا عمل میں غلو.و.مبالغہ کرنےوالے)ہلاکت میں ہیں(مسلم حدیث6784)
بعض انبیاء کرام صحابہ اہلبیت اسلاف سےمطلقا اجتہادی خطاء کی نفی کرنا حق سچ کےخلاف ہے،جھوٹی تعریف اور غلو نہیں تو اور کیا ہے...؟؟
بےادبی جرم مگر تعریف میں حد و سچائی بھی لازم
.

مفتی چمن زمان کی کتاب محفوظہ پر تبصرہ:
قسط 5:
مفتی چمن زمان کہتے ہیں کہ انبیاء کرام اجتہادی خطاء سے بھی معصوم ہیں...اس پر چند دلائل بھی لکھے اور لکھا کہ متفقہ اعلامیہ سے کفر ثابت ہوتا ہے اور تاثر دیا کہ انبیاء کرام کی طرف اجتہادی خطاء منسوب کرنا کفر تک ہوجاتا ہے لیھذا انبیاء کی خطاء اجتہادی کا قول کرکے سیدہ فاطمہ کی طرف اجتہادی منسوب کرنے والے بےادب گناہ گستاخ کفر تک لازم مگر تاویل ممکن اس لیے کافر نہیں مگر توبہ رجوع لازم...مزید

کہتے ہیں ایسا قول شاذ ہے جو تردد حیرت کا باعث ہو یا اہل اسلام میں معروف نہ ہو ایسا قول بیان نہیں کرنا چاہیےیہ مذموم ہے برائی ہے بربادی ہے زندیقیت ہے
(دیکھیے محفوظہ ص218تا263)

.

تبصرہ:
پہلی بات:
عندالضرورۃ اسلاف کے شاذ قول حیرت میں ڈالنے والے قول غیرمعروف قول ذکر کرنا ، مجتہد کا شاذ قول کرنا جائز و اسلاف کاطریقہ رہا ہے....اسے بربادی و زندیقیت کہنا برا عمل کہنا جھوٹ غلو و مکاری دھوکہ دہی ہے...بلاضرورہ شاذ قول کہنا یا نقل کرنا ہم بھی مناسب نہیں سمجھتے،ہم نے جو اقوال و دلائل لکھے اولا تو وہ شاذ نہیں معروف ہیں اگر شاذ مان بھی لیاجائے تو یہاں شیعہ کے بطلان دفاع صدیق اکبر وغیرہ ضرورت کے تحت لکھے ہیں...عندالضرورۃ اسلاف کے شذوذ حیرت تردد میں ڈاللنے والے اقوال غیر معروف اقوال سیدی امام احمد رضا نے بھی نقل فرمائے آپ لکھتے ہیں:

.

اتباع سواد اعظم کا حکم اور من شذ شذ من فی النار(جو جدا ہوا وہ جہنم میں گیا۔ ت)کی وعید صرف دربارہ عقائد ہے مسائل فرعیہ فقہیہ کو اس سے کچھ علاقہ نہیں،صحابہ کرام سے ائمہ اربعہ تك رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین کوئی مجتہد ایسا نہ ہوگا جس کے بعض اقوال خلاف جمہور نہ ہوں،سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مطلقًا جمع زر کو حرام ٹھہرانا،ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ کا نوم کو اصلا حدث نہ جاننا،عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کا مسئلہ ربا،امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کامسئلہ مدت رضاع،امام شافعی رضی اللہتعالٰی عنہ کا مسئلہ متروك التسمیہ عمدًا،امام مالك رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مسئلہ طہارت سؤر کلب وتعبد عنسلات سبع،امام احمد رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مسئلہ نقض وضو بلحم جز ور وغیرہ ذلك مسائل کثیرہ کو جو اس وعید کا مورد جانے خود شذ فی النار(جو جدا ہو جہنم میں ڈالا گیا۔ت)کا مستحق بلکہ اجماع امت کا مخالف
(فتاوی رضویہ497.498/18)

.

دوسری بات:
متفقہ اعلامیہ میں بہتر تھا کہ لکھا جاتا کہ "لفظ بعض انبیاء کرام سے اجتہادی خطاء ہوئی"
لیکن

قرینہ کلام قرینہ متکلم قرینہ مقام و حال سے بھی عام بات خصوص بن جاتی ہے....طلاق کے جگھڑے میں جا تو آزاد ہے کہنے سے معنی وہ نہیں جو الفاظ بتا رہے بلکہ اب معنی قرینہ کلام وغیرہ کی وجہ سے اب معنی طلاق کا ہوگا....لیھذا متفقہ اعلامیہ کے جملے کو برھا چڑہا کر کفریہ بنانا بدگمانی تعصب کے سوا کچھ نہیں لازم تھا کہ قرینہ کلام متکلم حال وغیرہ کے تحت یہی سمجھا جاتاکہ یہاں اجتہادی خطاء کے وقوع کے معاملےمیں انبیاء سے مراد ہر ہر نبی نہیں بلکہ بعض انبیاء مراد ہیں....جوکہ کفر بے ادبی نہیں توبہ رجوع لازم نہیں ہاں مراد پوچھنا لازم اچھے معنی لینا لازم تھا

.

تیسری بات:

ہم نعوذ باللہ مزمت کے طور پر انبیاء کرام کی اجتہادی خطائیں بیان نہیں کر رہے بلکہ مسلہ علمیہ ضروریہ کے تحت اسکی ضرورت پڑی تو حق سچ بیان کر رہے ہیں لیھزا کوئی بے ادبی گستاخی نہیں

.

چوتھی بات:

انبیاء کرام سے اجتہادی خطاء ممکن و جائز ہے بعض انبیاء کرام سے ہوئی بھی...ایسا اسلاف نے لکھا، مفتی چمن زمان نے لکھا کہ انبیاء کرام سے اجتہادی خطاء سے معصوم و محفوظ ہیں اس پر کچھ دلائل بھی دیے اور افہام و تفہیم کے لیے میرا ان سے مکالمہ ہوا جسے مفتی چمن زمان کے شاگرد علامہ پتافی نے لکھا تو ہم نے اسکا جواب لکھا...چمن زمان کے دلائل کا رد کیا....آئیے اپ بھی پڑہیے

مفتی.چمن زمان صاحب کے شاگرد علامہ مشتاق پتافی کو جواب اور مفتی چمن زمان سے مکالمہ کی تفصیل..........!!!

موضوع کیا انبیاء کرام علیھم السلام سے اجتہادی خطاء ہوسکتی ہے.....؟؟

.

پتافی:

#فتح_مبین(جواب فتح منا رہے ہین....افسوس مطلب افہام و تفہیم مقصد نہ تھا اور نہ انداز افہام و تفہیم والا؟ جبکہ ہم نے وقت مقرر کیا تھ افہام و تفہیم کے کےلیے)

.

پتافی

چند دنوں سے سکھر کے ایک علامہ صاحب جلالی کی حمایت اور محقق زمان مفتی چمن زمان نجم القادری صاحب کی مخالفت میں مسلسل پوسٹیں کر رہے تھے اور دعوے کر رہے تھے کہ مفتی صاحب میرے ان دلائل کا جواب دیں ۔۔

(جواب:جلا لی صاحب کے موقف کے برعکس میرا موقف ہے جو انہوں نے شاید پرھا ہی نہیں....)

.

پتافی:

مفتی صاحب کو انکے علمی مبلغ کا علم تھا اسلیے خاطر خواہ اہمیت نہیں دے رہے تھے--
مگر یہ حضرت آئے دن چینلج پر چینلج کرتے آئے --
مفتی صاحب کو بعض دوستوں نے کہا کہ آپ انکو جواب دیں ---
وہ کیا چاہتے ہیں-!
مفتی صاحب نے کہا اگرچہ میں مصروف ہوں لیکن وہ اپنا شوق پورا کرلیں--
جب چاہیں بات کرلیں---آمنے سامنے ---
مگر اس حضرت کا اصرار تھا کہ فیس بک پر جواب دیں ---
مفتی صاحب نے کہا میں اتنا فری نہیں --اگر جواب چاہیے تو سامنا کرو--
مفتی صاحب کی عاجزی دیکھیں یہاں تک فرما دیا کہ اگر آپ آنا چاہتے ہیں تو فبہا ورنہ حکم کریں میں آجاتا ہوں--

(جواب:

بلا کر تین چار گھنٹے بات کرنے کا ٹائم تھا مفتی صاحب کے پاس مگر زیادہ سے زیادہ گھنٹہ دلاءل لکھنے میں لگتے اس کے لیے ٹائم نہیں تھا....شاید سوچی سمجھی سازش تھی کہ عنایت تو سیدھا سادہ ہے اسے مناظرہ کہاں اتا ہے لیھذا بلا کر چالاکی مکاری چرب زبانی سے دھلائی کرتے ہیں)

.

پتافی:

بہر حال وہ خود مفتی صاحب کے پاس آنے کو تیار ہوگئے گزشتہ شب وہ جامعہ میں حاضر ہوئے---
مگر آنے سے پہلے انہوں نے کئی ایک بے تکی پوسٹیں کی کہ مفتی صاحب حوالے اور دلائل تیار رکھیے میں مناظرہ کے لیے نہیں افہام و تفہیم کے لیئے آرہا ہوں---

(جواب:

افہام و تفہیم کی پوستیں کرنا بےتکی کیسے ہوگئیں.....؟)

.

بالآخر وہ رات جامعہ میں آئے ---
مفتی صاحب کے سامنے بیٹھے
مفتی صاحب نے اپنا مدعی یہ تحریر فرمایا--

(جواب:
مدعی مناظرہ میں لکھا جاتا ہے ہم افہام و تفہیم کے لیے تھے مدعی کہنا غلط بیانی ہے....اسے ایک وضاحتی نوٹ کہا جاسکتا ہے)

.

پتافی:
"#انبیاء_کرام_علی_نبینا_وعلیہم_الصلوۃ_و_السلام_سے
#اجتھاد_میں_خطا_کا_مسئلہ_علماء_کے_مابین_اختلافی_ہے
#لیکن_راجح_اور_ہمارے_اکابر_کا_مختار_یہ_ہے_کہ_انبیاء_کرام
#علی_نبینا_وعلیہم_الصلوۃ_والسلام_باب_اجتہاد_میں #خطا_سے_معصوم_ہیں"

علامہ صاحب نے اپنا مدعی خود اپنے ہاتھوں سے یہ تحریر فرمایا
(جواب:
مدعی نہیں وضاحت لکھی تھی مدعی تو وہ تھا جو بار بار فیس بک پے بولا اور سامنے بھی بولا وہی معتبر یہ تو فقط تنبیہ و وضاحت لکھی)
" #انبیاء_کرام_علی_نبینا_وعلیہم_السلام_خطا_فی
#الاجتھاد_سے_معصوم_نہیں_بعض_انبیاء_کرام_سے
#اجتھادی_خطا_ہوئی_بھی_ہے_لیکن_اللہ_جل_شانہ_انبیاء
#کرام_کی_اصلاح_فرما_دیتا_ہے_اور_وہ_اپنی_خطا_اجتھادی #پر_قائم_نہیں_رہتے"

.

پتافی:
مفتی صاحب نے انبیاء کرام کے لیے لفظ اصلاح کو ناپسند فرمایا۔
بہر حال انکا مدعی تھا۔۔۔
اور میں یہاں کہوں گا دیکھیے جلالی کی حمایت نے کیسا دل مردہ کردیا کہ دلائل ڈھونڈ کر کیا ثابت کرنے آئے ۔۔انبیاء کرام کی خطائیں۔۔۔العیاذ باللہ
(جواب:ہم کئ بار لکھ چکے کہ پاک ہستیوں کی خطاءیں تلاشنا نہ ہمارا شوق ہے نا ہی پسندیدہ موضوع مگر جب اسلاف نے لکھا تو ان کے خلاف جو لکھے گا تو ہم اسلاف کا دفاع اسلاف کے حوالے بیان کرکے کریں گے...جن اسلاف نے اجتہادی خطاء لکھا کیا ان کے متعلق بھی کہو گے جو ہمارے بارے مین لکھا اعتقاد رکھا العیاذ باللہ.....؟؟)

.

پتافی:
بہرحال جلالی کے حمایتی

(جواب:حمایتی کس حد تک ہوں یہ بھی پتہ ہونا چاہیے تھا میرا موقف پہلے پڑھ تو لیتے؟)

.

پتافی:

صاحب نے کہا کہ میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں کہ آپ مجھے دلائل اور حوالہ جات سے ثابت کریں کہ انبیاء کرام اجتھادی خطا سے معصوم ہیں۔!

(جواب:

میں نے یہ نہین کہا کہ دلاءل دیں....میں تو دلائل سننے کو بھی تیار نہ تھا...کافی وقت تک مفتی صاحب کو دلاءل دینے سے روکے رکھا...میرا موقف تھا کہ مسلہ اعتقادی اہم ہے لیھذا فقط اسلاف کے اقوال و حوالہ جات ہی پیش کیجیے...یہ بات بات کرتے وقت بھی کئ بار کہی اور اس سے پہلے بھی فیس بک پر ایسا ہی کہہ چکا تھا)

.

پتافی:

مفتی صاحب نے سب سے پہلے اپنی گفتگو شروع کی دلائل سے۔،

چند منٹ بعد جب مفتی صاحب کی گفتگو انکی سمجھ سے بالاتر ہوئی تو کہنے لگے دلائل کو چھوڑ دیں بس اکابر کے حوالے پیش کریں۔۔

(جواب:

بدگمانی کی آپ نے کہ دلاءل سمجھ سے بالاتر تھے اس لیے منع کیا...بلکہ میں نے دلائل کے بجائے حوالہ جات کی بات اس لیے کی کہ یہ موضوع اجتہادی نہیں اعتقادی ہے...اسلاف کے عقیدے پر چلیں گے ناکہ اپنے مدعی و دلائل پر)

.

پتافی:

مفتی صاحب نے فرمایا حوالے کی باری بعد میں آتی ہیں پہلے دلائل سنیں ۔۔۔

اس بات پر بہت وقت ضایع کیا اور مانے ہی نہیں کہ میں نے دلائل کا کوئی مطالبہ کیا ہے ۔۔

فرمانے لگے میرا آپ سے شروع دن سے حوالوں کا مطالبہ تھا دلائل کا تھا ہی نہیں۔۔

انکو انہی کی آڈی سے پوسٹ میں دکھائی گئی۔

جس میں دلائل کا مطالبہ واضح موجود تھا ۔۔

(جواب:

میں نے اکثر حوالہ جات ہی کا مطالبہ لکھا ایک جگہ دلائل لکھا تو اسکا بھی معنی بتا دیا کہ دلاءل سے مراد اسلاف سے منقولی دلائل ہیں)

.

پتافی:
مگر چونکہ حضرت بری طرح دلائل میں پھنس رہے تھے تو فرمایا کہ میری مراد دلائل منقولہ تھی ---آپ اپنے دلائل نہ دیں---
حالانکہ پوسٹ میں صرف دلائل کا ذکر تھا منقولہ کی کوئی قید نہیں تھی--
(جواب:قرینہ کلام سیاق و سباق سے واضح کہ یہاں دلاءل سے مراد اسلاف سے منقولی دلائل)

.

حضرت بضد تھے کہ بس مجھے اکابر کے حوالے دکھائیے اور میری جان چھوڑیئے-
مفتی صاحب نے فرمایا چلو ٹھیک ہے حوالوں کی طرف آتے ہیں --
مفتی صاحب کی طرف سے

#پہلا_حوالہ--
#کشف_الاسرار_عن_اصول_فخرالاسلام_البزدوی
مؤلف: امام علاؤالدین عبد العزیز البخاری
المتوفی 730 هجری
جلد نمبر 3
صفحہ نمبر 290
واجتهاده لايحتمل الخطاء عند الاكثر
ترجمہ: اکثر علماء کے نزدیک نبی کا اجتہاد خطا کا احتمال نہیں رکھتا --
اسکی دلیل منقول بھی مفتی صاحب نے دے دی--
اس حوالہ پر حضرت نے فرمایا کہ کسی ایک نبی کے بارے میں فرمایا گیا ہے انبیاء کرام کے بارے میں دکھاؤ،
---سبحان اللہ--
(جواب:
اس میں تعجب کی کیا بات ہے جب موقف ہی یہی ہے کہ انبیاء کرام سے اجتہادی خطاء کی نفی کرنا ہے تو حوالے میں بھی انبیاء سے نفی ہونی چاہیےناکہ ایک نبی پاک کی...لیھذا حوالہ نامقبول و رد قرار پاپا)

.

پتافی:
#دوسرا_حوالہ
#الجامع_لاحکام_القرآن

مؤلف: ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر قرطبی رحمہ اللہ
متوفی 671 ھجری
جلد نمبر 14 صفحہ 23و6
الفرق بينهم و بين غيرهم من المجتهدين انهم معصومون عن الغلط والخطا وعن التقصير فی اجتهادهم وغيرهم ليس كذالک هذا مذهب الجمهور فی ان جميع الانبياء صلوات الله عليهم معصومون عن الخطا و الغلط فی اجتهادهم_
ترجمہ: (پچھلی کلام میں بات یہ ہورہی ہے کہ انبیاء بھی اجتہاد کرتے ہیں جس طرح عام غیر نبی اجتہاد کرتے ہیں،)
عبارت کا ترجمہ: لیکن انبیاء کرام اور باقی غیر نبی مجتہدوں میں فرق یہ ہے کہ انبیاء کرام اپنے اجتہاد میں غلطی خطا اور تقصیر سے معصوم ہوتے ہیں لیکن غیر نبی مجتہدین ان سےبمعصوم نہیں ہوتے۔
اور یہی مذہب جمہور علماء کا ہے اس میں کہ بے شک انبیاء صلوات اللہ علیہم اپنے اجتہاد میں غلطی اور خطا سے معصوم ہوتے ہیں۔۔
اس حوالہ سے حضرت کا یہ اعتراض بھی جاتا رہا کہ صرف ایک نبی کا ذکر ہے یا صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے ہیں۔۔۔
بہر حال یہ حوالہ اس وقت بے دلی سے قبول تو فرمالیا مگر گفتگو کے آخر فرمانے لگے جو آپ کے حوالے قابل قبول ہیں وہ کتب اور مصنف معروف نہیں ہیں۔۔
علامہ قرطبی جیسی شخصیت کو بھی جلالی کا حمایتی غیر معروف کہ کر جان چھڑائی۔۔
(جواب:جن اسلاف کے حوالے ہم نے ان کے مقابلے میں علامہ قرطبی کم ہیں....اور پھر علامہ قرطبی فرماتے ہیں وَلَا يَمْتَنِعُ وُجُودُ الْغَلَطِ وَالْخَطَأِ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ كَوُجُودِهِ مِنْ غَيْرِهِمْ، لَكِنْ لَا يُقَرُّونَ عَلَيْهِ،ترجمہ:انبیاء کرام سے غلط و خطاء(اجتہادی)ہوسکتی ہے ممنوع نہیں لیکن انبیاء کرام اجتہادی خطا پر دائم قائم نہیں رہتے
(تفسیر قرطبی308/11)
لیہذا یہ حوالہ بھی نامقبول و رد قرار پایا)
.
پتافی
#تیسرا_حوالہ ۔۔
#روح_المعانی ۔۔
جلد 12
صفحہ نمبر178
مولف علامہ محمود آلوسی رحمہ اللہ

ونعلم قطعا ان الانبياء علیهم السلام معصومون من الخطایا لایمکن وقوعهم فی شیئ منہا ضرورت انا لو جوزنا علیہم شیئا من ذالک بطلت الشرائع ولم یوثق بشیئ مما یذکرون انہ وحی من اللہ تعالی۔۔
ترجمہ اور ہم یقینی طور پر جانتے ہیں کہ بے شک انبیاء کرام خطاؤں سے معصوم ہوتے ہیں ان سے خطاوں سے کچھ بھی واقع ہونا ممکن نہیں ۔یہ اسلیے کہ اگر ہم ان خطاوں کو ان سے جائز قرار دیں تو شریعتیں باطل ہوجائیں گی اور ان انبیاء سے اعتماد اٹھ جائے گا کہ جو یہ ذکر کر رہے ہیں یہ واقعی اللہ کی طرف سے وحی ہے یا ان میں انکو خطا واقع ہوئی ہے۔۔(جواب ہمارے حق میں وحی اور اجتہاد دونوں کی پیروی لازم، انبیاء کرام بتا دیتے لکھوا دیتے تھے کہ یہ وحی ہے یہ وحی نہیں....لیھذا وحی غیر وحی میں اشتباہ نہ رہا اور اجتہاد میں خطاء ہوتی تو اللہ کریم فورا وحی فرما کر اصلاح فرما دیتا لیھذا کوئی بطلان و اشتباہ نہیں... یہی اسلاف کا قول ہے)
اسلیے ضروری طور پر یقین کرنا پڑے گا کہ انبیاء خطاؤں سے معصوم ہوتے ہیں۔
.
پتافی
یہاں حضرت کو جان چھڑانے ایک اور بہانہ ملا کہ خطا کے ساتھ اجتھاد مذکور نہیں لہذا یہ خطا معصیت بھی ہوسکتی ہے۔
العیاذ باللہ ۔۔۔جلالی کی حمایت کی نحوست کہ انبیاء سے خطائے اجتهادی کو ثابت کرتے کرتے ان پاک ذاتوں کی طرف خطاے معصیت کو بھی ممکن سمجھتے ہی
(جواب:یہ آپ کا جھوٹ ہے کہ انبیاء کرام سے خطائے معصیت کو ہم نے جائز کہا.....بلکہ میں نے یہ کہا تھا کہ خطاء سے مراد خطاء معصیت ہے اور انبیاء سے اسکی نفی ہے یعنی مزکورہ حوالے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء کرام خطاء معسیت سے معصوم ہیں اجتہادی جائز ہےلیھذا یہ حوالہ بھی نامقبول و رد قرار پاپا....اور روح المعانی کا یہ حوالہ بھی دیکھیے کیا لکھتے ہیں
جمهور المحدثين والفقهاء على أنه يجوز للأنبياء عليهم السلام الاجتهاد في الأحكام الشرعية ويجوز عليهم الخطأ في ذلك لكن لا يقرون عليه
ترجمہ:
جمہور.و.اکثر محدثین و فقہاء کا نظریہ ہے کہ انبیائے کرام کے لئے اجتہادی خطا جائز ہے لیکن وہ اجتہادی خطا پر قائم نہیں رہتے (بلکہ اللہ تعالی انکی اصلاح فرما دیتا ہے)
[تفسير الألوسي = روح المعاني ,68/7]
.
پتافی:

---اس سے اندازہ ہوا جلالی گروپ ناصبیت سے بھی ایک قدم آگے نکل چکے ہیں--
(جواب:ناسبیت سے آیک قدم اگے کا فتوی کفر ہے یا.....؟؟ بہرحال جن اسلاف نے خطاء اجتہادی کو جاءز کہا کیا وہ بھی ناصبی......؟نعوذ باللہ)

.

پتافی:
#چوتھا_حوالہ---
#التقریر_والتحبیر
شرح علامہ محقق ابن امیر الحاج -فتاوی رضویہ پڑھنے سے اندازہ کرلیں ان شخصیت پر اعلی حضرت رحمہ اللہ نے کتنا اور کیسا اعتماد فرمایا--
جلد 3 صفحہ 381
قیل بامتناع جواز الخطا علی اجتهاده نقلہ فی الکشف وغیره عن اکثر العلماء و قال الامام الرازی والصفی الهندی انہ الحق وجزم بہ الحلیمی والبیضاوی وذکر السبکی انہ الصواب وان الشافعی نص علیہ فی مواضع من الام
یہ مسئلہ مختلف فیھا ہے
ترجمہ --ایک قول یہ ہے کہ نبی مجتہد سے خطاۓ اجتہادی ممتنع ہے ---
الکشف وغیرہ میں یہی اکثر علماء سے منقول ہے ---
امام رازی اور صفی ھندی نے فرمایا کہ یہی قول حق ہے --
اور اسی پر حلیمی اور علامہ بیضاوی نے بھی جزم فرمایا اور سبکی رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ یہی قول درست ہے --
اور امام شافعی رحمہ اللہ نے الام میں جا بجا اسی قول پر نص کی ہے---
اس پر حضرت نے کئی بہانے بنائے ---
کہا کہ یہاں بھی کسی ایک نبی کے بارے کہا گیا ہے سارے نبییوں کے بارے نہیں--
اور فرمایا کہ ہو سکتا ہے مؤلف سے نسبت میں غلطی ہوئی ان بزرگوں نے ایسا نہ فرمایا ہو--
واہ ---!!
جس ہستی پر اعلی حضرت رحمہ اللہ بے حد اعتماد کرتے ہوں انکے لیے یہ جلالی کا حامی کہ گیا کہ ان پر اعتماد نہیں کیا سکتا ---
(جواب:
سیدی اعلی حضرت علامہ شامی پر کتنا اعتماد کرتے تھے جگہ جگہ حوالے مگر پھر کچھ جگہ پر علامہ شامی پر اعتراضات بھی کییے....کبھی مستند سے بھی اشتباہ و غلطی

غلط فهمی ہوجاتی ہے اور بات بھی ایک نبی پاک کی ہے ناکہ انبیای کرام کی لیھذا یہ حوالہ بھی نامقبول و رد قرار پاپا)

.

پتافی
#پانچواں_حوالہ ..
#الموافقات
مصنف..علامہ محقق ابو اسحاق ابراھیم بن موسی بن محمد شاطبی رحمہ اللہ
متوفی 790
جلد 4.صفحہ 335
والتفریع علی القول بنفی الخطا اولی ان لایحکم باجتہادہ حکما یعارض کتاب اللہ تعالی ویخالفہ

ترجمہ: نفی خطا کے قول پر تفریع بٹھانا اولی ہے تاکہ انکے اجتھاد سے ایسا حکم ثابت ہی نا ہو سکے جو کتاب اللہ کے معارض اور مخالف ہو..
یہ حوالہ بھی یہ کہ ٹھکرا دیا کہ کسی ایک نبی بالخصوص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے ہے لہذا نا قابل قبول..
عدم قبولیت کی وجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک .واہ جلالی کی حمایت کافائدہ...
(جواب:بدگمانی جھوٹ....رد کی وجہ اسم مبارک نہین بلکہ امکان خصوصیت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور موقف و دلیل میں عدم مطابقت وجہ ہے رد کی..لیھذا یہ حوالہ بھی نامقبول و رد قرار پاپا)

.

پتافی:
#چھٹا_حوالہ
#قواطع_الادلہ_فی_الاصول
امام ابو مظفر منصور بن محمد بن عبد الجبار السمعانی ..المتوفی 489
جلد 2
صفحہ 105
لانہ علیہ السلام کان معصوما عن الخطا فی الاحکام
ترجمہ ...اسلیے کہ آپ علیہ السلام احکام میں خطا سے معصوم ہیں...

اس حوالہ پر انکا ایک اعتراض یہ تھا کہ یہ صرف حضور صلی اللہ علیہ کے لیے ہے--اور خطا کے ساتھ اجتہاد نہیں دبے لفظوں میں جلالی کے حمایتی نے معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خطا معصیت کا قول کر رہے تھے
(جواب جھوٹ خطائے معصیت کا قول نہیں کیا کما مر)
(جواب:بدگمانی جھوٹ....رد کی وجہ اسم مبارک نہین بلکہ امکان خصوصیت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور موقف و دلیل میں عدم مطابقت وجہ ہے رد کی....لیھذا یہ حوالہ بھی نامقبول و رد قرار پاپا)

.
پتافی:
--یہ سارے گناہ جلالی کے کھاتے میں ہی جائیں گی--کیوں یہ خطا خطا کا کھیل انہوں نے ہی ایجاد کیا ہے--
(جواب جن اسلاف نے خطاء اجتہادی کا قول کیا وہ بھی گستاخ و گناہ گار.....؟ جلا لی سے اتنا بغض....؟ اختلاف کیجیے مگر حد میں رہتے ہوئے)

.
پتافی:
#ساتواں_حوالہ--
#الفکر_السامی--
محمد بن حسن الحجوی الثعالبہ الفاسی --متوفی --1291 هجری
جلد 1
صفحہ 138
والصواب ان اجتهاده علیہ السلام لا یخطی--
ترجمہ--درست قول یہ ہے کہ آپ علیہ سلام اپنے اجتہاد میں خطا نہیں کرتے--
تو چونکہ حوالہ رد کرنے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کو متعین کیے ہویے تھے لہذا کہا کہ یہاں بھی صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے--(جواب:بدگمانی جھوٹ....رد کی وجہ اسم مبارک نہین بلکہ امکان خصوصیت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور موقف و دلیل میں عدم مطابقت وجہ ہے رد کی...لیھذا یہ حوالہ بھی نامقبول و رد قرار پاپا)

#آٹھواں_حوالہ
#المعتقد_والمنتقد--
سیدنا فضل رسول بدایونی

جس پر اعلی حضرت عظیم البرکت نے حاشیہ کے لیے اس کتاب کاانتخاب فرمایا۔۔
ان القول بجواز الخطا علیہم فی اجتھادھم قول بعید مھجور فلایلتفت الیہ۔
ترجمہ۔بے شک انبیاء علیہم السلام کے بارے خطائے اجتھادی کا قول حق سے بعید ہے ناقبل عمل اس قول کی طرف التفات نہیں کیا جایے گا۔۔
محشی جب کسی کتاب پہ حاشیہ لکھتا ہے تو اگر کتاب میں موجود کسی مسئلہ کو بیان نا کریں اس مسئلہ پر خاموش رہنا یہ محشی کی اس مسئلہ سے اتفاق کی دلیل ہوا کرتا ہے اسے قول تقریری کہتے ہیں ۔۔(جواب اس اصول کا حوالہ دیجیے عقلا عین ممکن کہ موافقت کے بغیر عدم توجہ صرف نظر یا بعد میں کچھ لکھنے کی امید پر بھی محشی کچھ جگہ پے حاشیہ نہیں لگاتا لیھذا تقریر نہ ہوا)
بعدمینالمعتقدمحشیسیدیاماماہلسنتاعلیحضرتمترجمتاجالشریعۃکیایکعبارتکیطرفکسیبھائینےتوجہدلائیجسمینصافلکھاہےکہبعضانبیاءکیوقتیغیردوامیخطاء(خطاءاجتہادی) اورلغزشیںثابتہیں..
ملاحظہفرمائیں
ملاعلیقارینےفرمایایہباتکہنابچندوجوہخطاہےاسلئےکہلوہارونکوملائکہپرقیاسکرنامنعہے ۔
اسلئےکہانبیاءکیخطاءنہتھیمگربعضاوقات،نادرلغزشیں،جنہیںصغیرہکہاجاتاہےبلکہخلافاولی، بلکہوہدوسرونکیبرائیونکیبنسبتنیکیاںتھیں،اوراسکےباوجودوہلغزشیںبعدمیںتوبہسےمٹگئیںاوراذکیتوبہکاقبولہونامحققہے،جیساکہاللہنےاسکیخبردی،برخلافامتونکےگناہونکےاسلئےکہوہکبیرہ،غیرکبیرہ،ارادی،غیرارادی،اوردائمیگناہونکوشاملہیں ۔
اورانکیتوبہکیتقدیرپراسکیصحتکےشرائطکامتحققہونا،اوراسکامقبولہونامعلومنہیں،بلکہتوبہکرنےوالےکاانجامکاربھیمعلومنہیںبخلافانبیاء،کہوہلغزشپرقائمرہنےسےمعصومہیںاورسوءخاتمہکاانکواندیشہنہیںتویہقیاسصحیحنہیں ۔ اورقارینےفرمایا :
رہااسکایہقولاگرمیںگناہکیاتوانبیاءنےبھیگناہکیا،تواسباتمیںسختاندیشہہےاسلئےکہانبیاءمعصومہیںاوریہانکیخصوصیتہےکہاللہتعالیٰنےانکیوہلغزشبخشدیجومعصیتکیصورتمیںتھی،اورجنابباریکیطرففانکارجوعمقامتوبہمیںہوا،توبخشیہوئیخطاکواسکےمقابلمیںذکرکرناجوحقیقتاًمعصیتہےمنعہے،اگرچہمعصیتوالااسسےتوبہکرلےکہوہتحتمشیتہےاسلئےکہشرائطتوبہکیصحتثابتنہیںلہذافقیرکوبادشاہونپرقیاسنہیںکیاجاتا ۔ المعتقدالمنتقدمعالمعتمدالمستند ۔ صفحہنمبر (252) تا (253) مکتبہبرکاتالمدینہجامعمسجدبہارشریعتبہادرآبادکراچی ۔
مترجمحضورتاجالشریعہحضرتمولانامفتیاخترضاخانقادریبرکاتیازہریعلیہالرحمہ۔
.
پتافی:
لہذا اس مسئلہ پر اعلی حضرت رحمہ اللہ نے کوئی حاشیہ نا لگا کر اس کو تسلیم کر رہے ہیں اور یہ اعلی حضرت رحمہ اللہ کا قول تقریری بنے گا۔۔(جواب ہر گز نہیں کمامر)

بہرحال جلالی کے حمایتی نے اس سے ثابت ہونے والے اعلی حضرت کے قول تقریری کو تو نا مانا البتہ کتاب کا حوالہ با دل نخواستہ مان لیا۔۔(جواب اس شرط پر مان لیا کہ قلمی نسخہ میں استمرار موجود نہیں تب اس حوالے کا جواب پہلے دے چکا کہ مصنف کا تسامح عجلت یا فرق نسخہ لیھذا حوالہ معتبر نہ رہا)

پتافی
#نواں_حوالہ۔۔
اسی کتاب پر علامہ تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان صاحب نے فرمایا۔۔
اس کے سوا یہ بات بھی ہے نبیوں سے انکے اجتھاد میں خطا کے جائز ہونے کا قول صحت سے دور مہجورہے اسکی طرف التفات نہیں۔۔(جواب تاج الشریعہ نے ترجمہ کیا مترجم کا مترجم کتاب کی ہربات سے اتفاق ہولازم نہیں...لیھزا تاج الشریعہ کا حوالہ بھی نہ رہا)

.
پتافی:
#دسواں_حوالہ۔۔۔
#نہایت_الاصول_فی_درایۃ_الاصول
مولف۔۔شیخ صفی الدین محمد بن عبدالرحیم الھندی
متوفی۔۔715 ھ
صفحہ۔۔3811
اذا جوزنا لہ الاجتھاد فالحق عندنا انہ لا یجوز لہ ان یخطی
لنا۔۔ان تجویز الخطا علیہ غض من منصبہ فوجب ان لایجوز۔
ترجمہ۔۔

جب ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اجتھاد کو جائز قرار دیں تو حق ہمارے نزدیک یہ قول ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطا نہیں کرتے ۔۔
ہم یہ اسلیے کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خطا کو جائز قرار دینا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب کے مناسب نہیں۔تو واجب ہے کہ ہم خطا کو جائز قرار نا دیں۔۔۔
اور اس حوالے پر جواب انکا ایک ہی تھا یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے۔۔(جواب:بدگمانی جھوٹ....رد کی وجہ اسم مبارک نہین بلکہ امکان خصوصیت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور موقف و دلیل میں عدم مطابقت وجہ ہے رد کی....لیھذا یہ حوالہ بھی نامقبول و رد قرار پایا)

.
پتافی:
#گیارہواں_حوالہ---
تفسیر الفخر الرازی
امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ
جلد--10
صفحہ--170
-دلت الایة علی ان الانبیاء علیہم الصلوۃو السلام معصومون عن الخطا فی الفتوی وفی الاحکام
ترجمہ: آیة اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ بے شک انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام فتوی اور احکام میں خطا سے معصوم ہیں---
اور جلالی کے علمی یتیم نے جو یہاں جو بونگی ماری کہ اہل علم حیران ہیں کہ کوئی عالم یہ بات کر سکتا ہے--
انہوں نے اس حوالہ پر فرمایا کہ
یہاں خطا فی الفتوی والاحکام لکھا ہے---
یہ خطاے اجتہادی کے بارے میں نہیں بلکہ خطا معصیت کے بارے ہے---اہل علم اس سے جلالی کے حمایتی کا علمی مبلغ کا اندازہ کرسکتے ہیں---یہ جلالی گروپ دوسروں کو علمی یتیم کہ کر پکارتے ہیں خود ان کے علمی مبلغ کا یہ حال ہے
(جواب:طعنے کسنے بھپکی مارنے کے علاوہ اپ کے پاس میرے اعتراض کا جواب نہیں کیا......؟؟
یہاں خطسء اجتہادی کا ذکر نہ تو لفظا ہے نہ ہی سیاقا سباقا...لیھذا یہ حوالہ بھی نامقبول و رد قرار پاپا)
.
پتافی
#بارہواں_حوالہ---
#حاشیہ_التوضیح_والتصحیح
محشی--النحریر الھمام ابن عاشور قاضی مالکی رحمہ اللہ
المتوفی--684
وقد ترک المصنف التنبیہ علی منع الخطا فی اجتہادہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو الذی اختارہ الامام وقال انہ الحق--

ترجمہ:مصنف نے اس بات پر تنبیہ کو چھوڑ دیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجتہادی خطا ممتنع ہے اور اسی قول کو امام نے پسند فرمایا ہے اور فرمایا ہے یہی قول حق ہے--
(جواب:رد کی وجہ اسم مبارک نہین بلکہ امکان خصوصیت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور موقف و دلیل میں عدم مطابقت وجہ ہے رد کی کما مر...لیھذا یہ حوالہ بھی نامقبول و رد قرار پایا)

.

پتافی
#تیرہواں_حوالہ---
#البحر_المحیط
امام ابو حیان اندلسی--المتوفی 745 ھ
جلد 7..صفحہ--378
ویعلم قطعا ان الانبیاء علیھم السلام معصومون من الخطایا لایمکن وقوعھم فی شیئ منہا ضرورت انا لو جوزنا علیہم شیئا من ذالک بطلت الشرائع ولم یوثق بشیئ مما یذکرون انہ وحی من اللہ تعالی--
ترجمہ: اور ہم یقینی طور پر جانتے ہیں کہ بے شک انبیاء کرام خطاؤں سے معصوم ہوتے ہیں ان سے خطاؤں سے کچھ بھی واقع ہونا ممکن نہیں -یہ اسلیے کہ اگر ہم ان خطاؤں کو ان سے جائز قرار دیں تو شریعتیں باطل ہوجائیں گی اور ان انبیاء سے اعتماد اٹھ جائے گا کہ جو یہ ذکر کر رہے ہیں یہ واقعی اللہ کی طرف سے وحی ہے یا ان میں انکو خطا واقع ہوئی ہے---(جواب ہمارے حق میں وحی اور اجتہاد دونوں کی پیروی لازم، انبیاء کرام بتا دیتے لکھوا دیتے تھے کہ یہ وحی ہے یہ وحی نہیں....لیھذا وحی غیر وحی میں اشتباہ نہ رہا اور اجتہاد میں خطاء ہوتی تو اللہ کریم فورا وحی فرما کر اصلاح فرما دیتا لیھذا کوئی بطلان و اشتباہ نہیں... یہی اسلاف کا قول ہے)
اسلیے ضروری طور پر یقین کرنا پڑے گا کہ انبیاء خطاؤں سے معصوم ہوتے ہیں--(جواب:قول شاذ ہوسکتا ہے مسنف کا اپنا مختار ہوسکتا ہے اسلاف کے اقوال ہم نے دیے انکے مقابل یہ حوالہ کچھ حیثیت نہیں رکھتا)

.

پتافی
یہ تو ہوئے مفتی صاحب کی طرف سے اکابرین کے حوالہ کہ انبیاء کرام کے بارے خطا فی الاجتہاد مختلف فیہ ہے مگر مختار قول یہ ہے کہ انبیاء کرام خطا فی الاجتہاد سے معصوم ہوتے ہیں---

مگر ان حضرت کی یہ ضد تھی کہ حوالے میں لفظ انبیاء ہو کسی ایک نبی یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے نا ہو ---
اور خطا کے ساتھ اجتھاد ہو--
--یعنی انبیاء--اور اجتھاد ہر حوالے میں یہ دو لفظ موجود ہوں--(جواب لفظ شرط قرار نہیں دیا تھا بلکہ سیاق و سباق سے اگر اجتہاد و انبیاء ہون تو بھی ٹھیک)

.

اب آتے ہیں ان حضرت کے ان پندرہ حوالوں کی طرف جن کی رٹ لگا کر یہ بھپکیاں مارتے رہتے ہیں-
-کیا انکے اپنے حوالے میں یہ دونوں الفاظ موجود ہیں--
کیا وہ اکابر کے حوالے ہیں--
(1)وَقد كَانَت مِنْهُم زلات وخطاياهم
ترجمہ:
اور بےشک بعض انبیاء کرام علیهم السلام سے لغزیشیں اور(اجتہادی)خطائیں ہوئیں
[أبو حنيفة ,الفقه الأكبر ,page 37]
مفتی صاحب نے فرمایا کہ نمبر ایک اس کتاب کی نسبت امام اعظم کی طرف متکلم فیہا ہے اسکے غیر معتبر ہونے کے لیے اتنا کہ دینا بھی کافی ہے مگر میں مان لیتا حوالہ --مگر بتائیں عبارت میں خطا کے ساتھ اجتھاد کہاں ہے---
(جواب اجتہاد کے ساتھ سیاق و سباق قرینہ کلام کہتا ہے کہ یہاں بات اجتہاد کی ہورہی ہے ورنہ خطاء معصیت کی تو نفی ہے لیھذا خطا سے مراد اجتہادی خطاء ہی ہوئ)

.

پتافی
ساتھ ہی مفتی صاحب نے فرمایا معاذ اللہ میں انبیاء سے خطائے معصیت کجا میں خطائے اجتہادی کا بھی قائل نہیں مگر میرے حوالے میں خطا کے ساتھ آپ کو اجتھاد چاہیے تھا--(جواب نفی کے لیے مطلقا خطا قبول نہیں تھا کیونکہ اس سے یہ بھی مراد ہوسکتا تھا کہ خطاء معسیت کی نفی ہے لیھذا نفی کے وقت اجتہاد کا تذکرہ لفظا یا سیاقا سباقا ضروری جبکہ اثبات میں مطلقا خطا بولا جائے تو خطاء اجتہادی مراد ہوگا کہ خطاء معصیت مراد لینا گناہ)

.

پتافی
اس لیے وہ حوالہ بھی رد کیا جس میں خطا فی الفتوی و الاحکام آیا ہے--
لہذا یہ حوالہ آپ کا رد ہوتا ہے--(جواب:رد نہیں ہوتا جسیا کہ اوپر لکھ چکا)

.
پتافی:
مگر میں پھر بھی گن لیتا ہوں۔۔(جواب:شکریہ اور تاج الفقہاد امام اعظم کا ایک حوالہ سب پے بھاری ہے)

.
پتافی
②وجاز الخطا في اجتهاد الأنبياء الا انهم لا يقرون عليه
ترجمہ:
انبیائے کرام کے اجتہاد میں خطا واقع ہونا جائز ہے مگر یہ کہ وہ خطائے اجتہادی پر قائم نہیں رہتے (بلکہ اللہ تعالی انکی اصلاح فرما دیتا ہے)
[التفسير المظهري ,215/6]
مفتی صاحب کی طرف سے اسے بھی گنا گیا۔۔۔
مگر مفتی صاحب نے یہ کبھی کہا ہی نہیں کہ سارے علماء اس پر متفق ہیں کہ انبیاء سے خطا فی الاجتھاد نہیں ہوسکتی مسئلہ مختلف فیہا ہے۔۔۔
یہ علامہ صاحب تفسیر مظہری جواز کے قائل ہیں ۔۔مگر مختار جمہور اس سے ثابت نا ہوا۔۔۔
③لأن الأنبياء معصومون من الغلط والخطأ لئلا يقع الشك في أمورهم وأحكامهم , وهذا قول شاذ من المتكلمين. والقول الثاني: وهو قول الجمهور من العلماء والمفسرين ولا يمتنع وجود الغلط والخطأ من الأنبياء كوجوده من غيرهم. لكن لا يقرون عليه وإن أقر عليه غيرهم
خلاصہ:
وہ جو کہتے ہیں کہ انبیاء کرام غلطی اور خطا سے معصوم ہے یہ قول شاذ متکلمین کا ہے جمہور علماء اور مفسرین کا قول یہ ہے کہ انبیائے کرام سے اجتہادی غلطی اور اجتہادی خطا ہوجاتی ہے لیکن وہ اس پر قائم نہیں رہتے (بلکہ اللہ تعالی انکی اصلاح فرما دیتا ہے)غیر انبیاء سے خطا اجتہادی ہوتی ہے تو اس کے لیے ضروری نہیں کہ وہ اس پر قائم نہ رہیں بلکہ بعض اس پر قائم بھی رہتے ہیں
[اتفسير الماوردي = النكت والعيون ,457/3بحذف يسيير]
اس پر بھی مفتی صاحب نے فرمایا خطا کے ساتھ اجتھاد کا ذکر نہیں آپکے اپنے دعوی کے مطابق یہ بھی رد ہے
(جواب جیسا کہ فقہ اکبر میں مطلقا خطاء اثبات تھی تو لازما اجتہادی مراد اسی طرح یہاں بھی اجتہادی خطاء مراد اور اس حوالے میں یہ بھی ہے کہ مفتی چمن زمان والا موقف

شاذ ثابت اور اس حواللے میں یہ بھی ثابت کہ عنایت والا موقف جمھور کا ہے لیھزا جمھور کا حوالہ دو کی ڈیمانڈ بھی پوری)

.

پتافی:

.④أن الخطأ إذا وقع من نبي بقول أو فعل فإن الله تعالى يصححه على الفور، مما يبين وجوب الأسوة والقدوة بهم، وأن ذلك لا يؤثر على الاقتداء والتأسي بهم؛ لأن خطأهم مصحح بخلاف خطأ غيرهم

خلاصہ:

جب کسی نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے قول یا فعل میں خطااجتہادی ہوتی ہے تو اللہ تعالی فورا اس کی تصحیح فرما دیتا ہے(لہذا انبیاءکرام کی خطا اجتہادی وقتی ہوتی ہے جس پر وہ قائم نہیں رہتے اللہ تعالی ان کی اصلاح فرما دیتا ہے)بر خلاف غیر انبیاء کی خطا کے کہہ غیر انبیاء سے جب خطا اجتہادی ہوتی ہے تو اللہ تعالی اس کی اصلاح نہیں فرماتا(لہذا غیر انبیاء کی خطا اجتہادی کبھی وقتی ہوتی ہے کبھی دوامی)

[أصول أهل السنة والجماعة ,6/1]

.اس حوالے پر بھی مفتی صاحب نے فرمایا کہ یہ اجتھاد سے خالی ہے ..(اوپر تفسیل گذر چکی کہ خطاء اثبات ہو تو خطاء اجتہادی مراد لازم)

.

پتافی:

اور کسی ایک نبی کے بارے ہے..اس پر حضرت گویا ہویے کہ نبی نکرہ ہے اور نکرہ میں عموم ہوتا ہے..لہذا سارے انبیاء شامل ہونگے ...اس سے طلباء بھی سمجھ سکتے ہیں ابتدائی کتب میں قائدہ موجود ہے کہ نکرہ نفی میں ہو تو عموم کا فائدہ دیتا ہے ..لیکن حضرت جلالی کے حمایتی تو جلالی کی طرح مبادیات سے بھی غافل نکلے

(جواب عموم بولنا میری غلطی مگر یہان لفظ نبی مطلق اور مطلق اپنے اطلاق پر سب کو شامل لیھزا یہ ھوالہ بھی معتبر)

.

پتافی:

⑤وَقَالُوا: يَجُوزُ الْخَطَأُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ إِلَّا أَنَّهُمْ لَا يُقِرُّونَ عَلَيْهِ

ترجمہ:

علماء فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام سے خطاء جائز ہے مگر یہ کہ وہ خطا پر قائم نہیں رہے تھے

[تفسير البغوي - طيبة ,333/5]

.یہ بھی خطا اجتہاد کے بغیر لہذا ایکے اپنے قائدے کے مطابق یہ حوالہ بھی رد۔۔۔(اوپر فقہ اکبر کے حوالے میں مزکورہ و ثابت ہوا کہ خطاء اثبات ہو تو لا محالہ خطاء اجتہادی مراد لیھذا حوالہ معتبر اور لفظ قالوا میں صاف واضح کہ یہ مذہب اکثر علماء کا ہے)

.

پتافی:

مفتی صاحب بار بار یہ بھی فرما رہے تھے کہ معاذ اللہ میں خطائے اجتہادی سے بھی انبیاء کو معصوم مانتا ہوں چہ جایے کہ خطائے معصیت ۔۔

مگر جس بنیاد پر مفتی صاحب کے حوالے وہ حضرت رد کر رہے تھے اسی بنیاد ایسا کہا گیا۔۔(جواب بنیاد ہی غلط ثابت کردی ہم نے جیسا کہ فقہ اکبر کے حوالے میں لکھا)

.

پتافی

⑥فأخطأ في الاجتهاد،وهذا شأن الأنبياء لا يُقَرُّون على الخطأ

ترجمہ:

نبی پاک سے اجتہاد میں خطاء ہوئی اور یہ انبیائے کرام کی شان ہے کہ وہ خطاء (اجتہادی)پر قائم نہیں رہتے(بلکہ اللہ تعالی انکی اصلاح فرما دیتا ہے)

[الكوثر الجاري إلى رياض أحاديث البخاري ,36/6ملخصا]

اخطا میں ایک نبی کا ذکر ہے ۔لہذا یہ بھی رد۔۔۔(جواب شان الانبیاء مین لفظ انبیاء نظر نہیں ایا اپ کو....؟ لیھذا یہ حوالہ بھی معتبر)

.

پتافی

یہ انداز بھی اسلیے اپنایا گیا کیوں حضرت نے خود مفتی صاحب کے حوالے کے بارے پہلے یہی انداز اپنا چکے تھے(جواب مطلب حقیقت کچھ اور ہے مگر یہاں حق کو میرے انداز کی وجہ سے ٹھکرایا...؟ یہ تو مناظرانہ مکارانہ انداز ہوا افہام و تفہیم کا نہ ہوا)

.

.

پتافی:

⑦يجوز وقوع الخطأ منهم، لكن لا يقرّون عليه،

ترجمہ:

انبیائے کرام سے خطا اجتہادی کا واقع ہونا جائز ہے لیکن وہ خطا پر قائم نہیں رہتے(بلکہ اللہ تعالی انکی اصلاح فرما دیتا ہے)

[روضة الناظر وجنة المناظر ,354/2]

اس میں بھی خطا کے ساتھ اجتہاد کہیں ذکر نہیں(فقہ اکبر کی بحث میں ثابت کر چکا کہ اثبات میں خطاء لکھا ہو تو لا محالا اجتہادی خطاء مراد ہے کما مر لیھزا یہ حوالہ بھی معتبر)

.

پتافی:

⑧یجوز علیھم، ولا یقرون علیه

انبیائے کرام سے خطا اجتہادی کا واقع ہونا جائز ہے لیکن وہ خطا پر قائم نہیں رہتے(بلکہ اللہ تعالی انکی اصلاح فرما دیتا ہے)

[التمهيد في أصول الفقه ,317/4]

یہاں تو نا خطا کا ذکر نا انبیاء کا نہ اجتہاد...(جواب سیاق و سباق پڑھا ہوتا تو اس طرح نہ ٹھکراتے....بحث ہی جب خطاء اجتہادی کی چل رہی ہے تو اس پر فرمایا گیا کہ انبیاء سے اجتہادی خطاء جائز مگر وہ اس پر قاءم و داءم نہین رہتے....لیھذا یہ حوالہ بھی معتبر)

.

پتافی

⑨انبیاء (علیہم السلام) اپنی عصمت میں زلات (لغزشوں، اجتہادی خطاء، مکروہ تنزیہی یا خلاف اولی کا ارتکاب) سے مامون(محفوظ) نہیں ہوتے

(تبیان القرآن تحت سورہ الاعلی آیت6)

یہ حوالہ اکابر میں سے نہیں..(جواب ہم تو انکو متاخرین اکابرین میں سمجھتے ہیں جیسا کہ اپ نے تاج الشریعہ کو اکابرین میں سمجھا اسی یہ شیخ الحدیث و التفسیر بھی اکابر میں شمار لیھزا یہ حوالہ بھی معتبر)

.

دوسرے یہ کہ نبی بھی اجتہاد کرسکتے ہیں کیونکہ ان دونوں حضرات کے یہ حکم اجتہادی تھے نہ کہ وحی. تیسرے یہ کہ نبی کے اجتہاد میں خطا بھی ہوسکتی ہے

(نور العرفان تحت سورہ الانبیاء آیت79)

یہ حوالہ ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کا دیا ہوا ہے مگر حضرت کو پتا ہی نہیں تھا کہ اس کتاب کے مصنف کون ہیں(جواب مفتی چمن زمان کو بھی پرہ نہ تھا کہ اسکا مصنف کون ہے)

.

پتافی

کیوں یہ حضرت خود طاہر القادری کو گمراہ مانتے ہیں اور انبیاء کرام کو خطا پر ثابت کرنے کے کیے انکا قول بھی لے کر آئے۔واہ واہ سبحان اللہ جلالیو دیکھ لو۔۔؟(جواب یہ حوالہ منہاجیوں کے لیے حجت کے طور پر ہے)

.

پتافی:

.10)حضرت آدم علیہ السلام سے اجتہاد میں خطا ہوئی اور خطائے اجتہادی معصیت نہیں ہوتی۔

(خزائن العرفان تحت سورہ بقرہ ایت36)

یہ حوالہ بھی اکابرین میں سے نا تھا ۔۔(جواب ہم تو انکو متاخرین اکابرین میں سمجھتے ہیں جیسا کہ اپ نے تاج الشریعہ کو اکابرین میں سمجھا اسی یہ شیخ الحدیث و التفسیر بھی اکابر میں شمار لیھذا یہ حوالہ بھی معتبر)

.

11)نوح (علیہ السلام) یا تو اس نہی کو بھول گئے یا ان سے خطا اجتہادی ہوئی

(نور العرفان تحت سورہ المومنون آیت27)

یہ حوالہ ایک تو اکابرین کا نا تھا دوسرا کسی ایک نبی کے بارے تھا سب کے لیے نہیں۔۔(جواب ہم تو انکو متاخرین اکابرین میں سمجھتے ہیں جیسا کہ اپ نے تاج الشریعہ کو اکابرین میں سمجھا اسی یہ شیخ الحدیث و التفسیر بھی اکابر میں شمار البتہ انبیاء کا زکر نہیں اس لیے غیر معتبر مان لیا)

.

پتافی:

.12) اس لئے کہ انبیاء (علیہم السلام) معصوم ہوتے ہیں۔ یہ ہوسکتا ہے کہ اجتہاد میں خطا ہوجائے۔ چنانچہ آپ کو بھی اجتہاد میں خطا ہوئی اور خطا اجتہادی معصیت نہیں ہوتی۔

(عرفان القرآن تحت سورہ بقرہ ایت36)

مکرر

.13)تفسیر صراط الجنان میں ہے کہ:

(1)اجتہاد برحق ہے اور اجتہاد کی اہلیت رکھنے والے کو اجتہاد کرنا چاہیے۔

(2)… نبی علیہ السلام بھی اجتہاد کرسکتے ہیں کیونکہ ان دونوں حضرات کے یہ حکم اجتہاد سے تھے نہ کہ وحی سے ۔

(3)... نبی علیہ السلام کے اجتہاد میں خطا بھی ہوسکتی ہے تو غیر نبی میں بدرجہ اولی غلطی کا احتمال ہے۔

(4)... خطا ہونے پر اجتہاد کرنے والا گنہگار نہیں ہوگا۔

(5)... ایک اجتہاد دوسرے اجتہاد سے ٹوٹ سکتا ہے البتہ نص اجتہاد سے نہیں ٹوٹ سکتی۔
(صراط الجنان تحت سورہ انبیاء آیت78)
اکابرین میں سے نہیں--(جواب ہم تو انکو متاخرین اکابرین میں سمجھتے ہیں جیسا کہ اپ نے تاج الشریعہ کو اکابرین میں سمجھا اسی یہ شیخ الحدیث و التفسیر بھی اکابر میں شمار لیھذا یہ حوالہ بھی معتبر)

.
پتافی:
.14)لا الصغائر غير المنفرة خطأ
ترجمہ:
انبیاء کرام (اجتہادی)خطاء والے صغائر غیر منفرہ سے معصوم نہیں
(مسامرہ ص195)
خطا اجتہادی کا ذکر ہیں نہیں۔-(جواب فقہ اکبر کی بحث میں ثابت کرچکے کہ خطا اثبات ہو تو لامحالہ لازما اجتہادی مراد لیھذا یہ حوالہ بھی معتبر)
.15)جمهور المحدثين والفقهاء على أنه يجوز للأنبياء عليهم السلام الاجتهاد في الأحكام الشرعية ويجوز عليهم الخطأ في ذلك لكن لا يقرون عليه
ترجمہ:
جمہور.و.اکثر محدثین و فقہاء کا نظریہ ہے کہ انبیائے کرام کے لئے اجتہادی خطا جائز ہے لیکن وہ اجتہادی خطا پر قائم نہیں رہتے (بلکہ اللہ تعالی انکی اصلاح فرما دیتا ہے)
[تفسير الألوسي = روح المعاني ,68/7]
خطاے اجتہادی کا ذکر نہیں۔(جواب اللہ یہ مکاری توبہ....ذالک کا مشار الیہ کیا ہے....؟؟ ادنی سا طالب علم بھی سمجھ سکتا ہے کہ یہاں مشار الیہ الاجتہاد ہے لیھزا یہ ہوالہ بھی معتبر)

.
پتافی

مفتی صاحب کے سارے الزامی جوابات تھے ۔۔(مطلب حقیقت کچھ اور تھی اور محض الزاما رد کیا؟ افسوس یہ کسی افہام و تفہیم والے عالم سچے عالم کا شیوہ نہیں کہ وہ الزاما حق کو ٹھکرا دے)

.

پٹافی

مفتی صاحب نے فرمایا یہ پندرہ حوالے بہت تھوڑے میں آپ کو سو حوالے پیش کر سکتا ہوں کہ جنہوں نے فرمایا ہے کہ انبیاء سے خطاے اجتھادی ہوسکتی ہے اس کا انکار ہی نہیں۔دعوی میں یہ لکھ دیا گیا کہ مسئلہ مختلف فیہا دونوں طرف علماء کے قول موجود ہیں مگر دعوی یہ ہے مختار مذھب کونسا ۔۔۔(جواب یہ اب قارءین و علماء پرھ کر ہی فیسلہ کریں گے کہ کون ھق پے عنایت یا مفتی چمن زمان ساحب)

.

پٹافی

تو مفتی صاحب نے فرمایا ہم نے جو حوالے پیش کیے انکے اندر

مختار اور اولی مذھب ثابت ہوا۔۔(جواب ہم مفتی ساھب کے حوالہ جات کارد کر دیا اکا دکا معتبر نہیں کہ ہمارے اکثر حوالے معتبر ثابت)

.

پٹافی:

دوسرے قول یعنی خطا کے جواز کا قول مھجور ہے صحت سے بعید ہے اسکی طرف التفات نہیں کیا جایے گا۔۔ جیسا علامہ تاج الشریعہ مفتی اختر رضا الازھری نے فرمایا۔۔(جواب جھوٹ تاج الشریعہ نے ترجمہ کیا جسکا یہ مطلب نہین کہ ساری کتاب سے وہ متفق...اس کے برعکس ہم نے جمھور و معتبر اسلاف کے حوالے پیش کییے)

.

پٹافی:

بالآخر حضرت اٹھتے ہوئے فرمانے لگے کہ میرے حوالے معتبر اور معروف کتب و مصنفین کے ہیں۔۔(جواب جیسا کہ اوپر ثابت کردیا الحمد لله)

.

پٹافی:

اور آپ کے حوالے کتب معروفہ نہیں اور مصنفین بھی معروف نہیں ۔لہذا میں ابھی رجوع نہیں کرونگا میں جا کر دیکھوں کہ کے آپ نے جن کتابوں کے حوالے دیے وہ مضبوط ہیں یا میرے حوالے مضبوط۔(اب ثابت کر چکا کہ میرے حوالے معتبر)

.

پتافی:
اگر آپکے مضبوط نکلے تب رجوع کرونگا۔۔(جواب اب اپ وسعت قلبی کرتے ہوءے حق قبول کریں رجوع کریں)

.

پتافی:
بیچ میں حضرت جلالی کے حمایتی انبیاء کو خطا پر ثابت کرنے کے لیے الله احد کی آیت کو قابل نسخ کا قول کردیا۔العیاذ بالله۔۔(جواب ساتھ میں وضاحت بھی کردی تھی کہ جب کوءی ایت نازل ہوتی تو اس میں مکمل نسخ یا ھکم نسخ یا تلاوت نسخ کا احتمال موجود کما لایخفی علی من لہ ادنی تامل.....کوئی بھی ایت چاہے قل ہو الله ہو جب نازل ہورہی تھی تو اس میں احتمال نسخ(نسخ تلاوت نسخ حکم کوئی بھی امکان نسخ) تھا...مفتی چمن زمان نے اسے کفر قرار دیا...یہ جملہ کلمہ کفر تھا یا نہ تھا ہر حال میں توبہ کرتا ہوں...اب آپ مفتی چمن پر لازم ہے کہ اسکو زید بکر کا نام دیکر کفر ثابت کریں ورنہ کفر اپ پر لوٹ آئے گا توبہ آپ کو سرعام کرنی ہوگی)بعدمینسیدیرضایہعبارتملیجوہمارےقولکیدلیلہے
کاننسخالتلاوةوالحکمجمیعاجائزافیحیاةالنبیصلیاللهتعالٰیعلیہوسلم
قرآنعظیمسےکسیچیز(کسیبھیآیت)کیتلاوتوحکمدونونکامنسوخہونازمانہنبویصلیاللہتعالٰیعلیہوسلممینجائزتھا
(کشفالاسرارعناصولالبزدوی188/3 بحوالہفتاویرضویہ 261/14)

.

اب مفتی چمن زمان زید بکر کا نام ڈال کر کفر ثابت کریں ورنہ سرعامتوبہرجوعتجدیدایمالنتجدیدنکاحکرینکہمسلمانپربلادلیلکفرکافتویدیا
الحدیث:
یَا کَافِرُ، فَقَدْ بَاءَ بِهِ أَحَدُهُمَا
جسنےبظاہرمسلمانکوکافرکہاتوکفردونونمینسےکسیایککیطرفلوٹےگا(بظاہرمسلماننےاگرواقعیکفرکیاہےتووہکافراوراگربظاہرمسلمانحقیقتابھیمسلمانہےتوکافرکہنےوالےکیطرفکفرلوٹےگا)
[صحیحالبخاریحدیث6103]

.

پتافی:
گستاخ فاطمہ سلام الله علیہا کی حمایت کے یہ سب نقصانات ہیں۔۔الله سے پناہ مانگو کہ الله ناراض نا ہو ۔ورنہ حال یہی ہوتا ہے جو کل ایک حمایتی کا دیکھا گیا۔۔(جواب اجتہادی

خطاء جب انبیاء کی منسوب ثابت ہے وہ بےادبی گستاخی نہیں، سیدنا امیر معاویہ سیدہ عائشہ کی طرف منسوب کرنا گستاخی نہیں تو سیدہ فاطمہ کی طرف منسوب کرنا بھی گستاخی نہیں....البتہ اس بارے میں میرا موقف علامہ جلا لی سے الگ ہے میری تائم لاءن پے لفظ سیدہ فاطمہ کی اجتہادی خطاء لکھ کر سرچ کریں اور کافی نیچے جاکر تین موقف پڑہیں)

.

#تحریر_مشتاق_احمد_پتافی
#جامعة_العین_سکھر

.

نوٹ:یہ بغض چالاکی مکاری ہے یا غفلت کہ علامہ پتافی چمنی نے اپنے استاد کے حوالہ جات کا ترجمہ کیا مگر ہمارے حوالہ جات سے ہمارا ترجمہ ہی اڑا دیا..لیکن ہم نے اب جواب دیتے وقت دوبارہ اپنا ترجمہ ڈال دیا ہے

.

اجتہادی خطاءیں گنوانا نہ ہمارا شوق ہے نہ پسندیدہ موضوع مگر محبت کی آڑ میں حق سچ نصوص و عباراتِ اسلاف کو جھٹلایا جائے...جھوٹ کو محبت کہا جائے تو حق سچ واضح کرنا لازم

.

القرآن..ترجمہ:
حق سے باطل کو نا ملاؤ اور جان بوجھ کر حق نہ چھپاؤ
(سورہ بقرہ آیت42)

.

الحدیث..ترجمہ:
خبردار...!!جب کسی کو حق معلوم ہو تو لوگوں کی ھیبت
(رعب مفاد دبدبہ خوف لالچ) اسے حق بیانی سے ہرگز نا روکے
(ترمذی حدیث2191)

.

الحدیث.. ترجمہ:
حق کہو اگرچے کسی کو کڑوا لگے
(مشکاۃ حدیث5259)

.

جو حق(بولنے، حق کہنے، حق سچ بتانے)سے خاموش رہے وہ گونگا شیطان ہے
(رسالہ قشیریہ 245/1)

.

الحدیث:
متنطعون(تعریف تنقید تقریر تحریر وغیرہ قول یا عمل میں غلو.و.مبالغہ کرنےوالے)ہلاکت میں ہیں(مسلم حدیث6784)
بعض انبیاء کرام صحابہ اہلبیت اسلاف سےمطلقا اجتہادی خطاء کی نفی کرنا حق سچ کےخلاف ہے،جھوٹی تعریف اور غلو نہیں تو اور کیا ہے...؟؟
بےادبی جرم مگر تعریف میں حد و سچائی بھی لازم

.

مفتی چمن زمان کی کتاب محفوظہ پر تبصرہ:
قسط 6:
مفتی چمن زمان کی سب سے بڑی دلیل اور اسکا رد
مفتی چمن زمان کہتے ہیں کہ
خطیب مذکور(علامہ جلا لی) کی پہلی گفتگو میں "خطا" "اجتہادی خطاء" کے معنی میں ہونے کا نہ احتمال ہے نہ قرینہ
(محفوظہ ص169)
لکھتے ہیں عرف بدلتے رہتے ہیں(محفوظہ ص218)
اہل عرف نےخطیب مذکور کی گفتگو کو بےادبی پر محمول کیا(محفوظہ ص23)

.

تبصرہ:
لگتا ہے انکے جھوٹ بدگمانی حسد تعصب ایجنٹی کی کوئی حد نہیں....احادیث مبارکہ کے مطابق جب حیاء و خوف خدا نہ ہو تو انسان کچھ بھی کرسکتا ہے ، کچھ بھی کہہ سکتا ہے...خطاء سے خطاء اجتہادی کا احتمال ہی نہیں ایسا ایک ادنی سا طالب علم بھی نہیں کہہ سکتا اور یہاں محقق زماں کہہ رہا ہے...انا للہ و انا الیہ راجعون

.

الْخَطَأَ ") : بِفَتْحَتَيْنِ، وَيَجُوزُ مَدُّهُ وَهُوَ ضِدُّ الصَّوَابِ، وَالْمُرَادُ بِهِ هُنَا مَا لَمْ يَتَعَمَّدْهُ، وَالْمَعْنَى أَنَّهُ عَفَا عَنِ الْإِثْمِ الْمُتَرَتِّبِ عَلَيْهِ بِالنِّسْبَةِ إِلَى سَائِرِ الْأُمَمِ، وَإِلَّا فَالْمُؤَاخَذَةُ الْمَالِيَّةُ كَمَا فِي قَتْلِ النَّفْسِ

خَطَأً، وَإِتْلَافُ مَالِ الْغَيْرِ ثَابِتَةٌ شَرْعًا، لِذَا قَالَ عُلَمَاؤُنَا فِي أُصُولِ الْفِقْهِ: الْخَطَأُ عُذْرٌ صَالِحٌ لِسُقُوطِ حَقِّ اللَّهِ تَعَالَى إِذَا حَصَلَ مِنِ اجْتِهَادٍ،
خلاصہ:
خطاء کا ایک معنی اثم یعنی گناہ ہے اور ایک معنی اجتہاد میں خطاء
[مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ,4052/9]
.
نثبت(٢) الخطأ في أربعة أجناس. – أن يصدر الاجتهاد من غير أهله. - أو لا يستتم المجتهد نظره. – أو يضعه في غير محله، بل في موضع فيه دليل قاطع. – أو يخالف في اجتهاده دليلاً قاطعاً
خلاصہ
خطاء کی چار اقسام ہیں اجتہاد کا جو اہل نہیں وہ خطاء کرے(خطاء معصیت)، مجتھد سے اجتہاد میں کوئی کمی رہے اور وہ خطاء اجتہادی کر بیٹھے، خطاء کی ایک قسم یہ کہ اجتہاد قطعی محل میں رکھے یا اجتہاد قطعی دلیل کے مقابل لاءے
(المستصفی81/4)

وَكَذَلِكَ يكون المخطىء من طَرِيق الِاجْتِهَاد
خطاء کا ایک معنی جو اجتہاد کے طور پر ہو
[الفروق اللغوية للعسكري ,55 page]

خطا دو قسم ہے: خطاء عنادی(خطاءے معصیت)، یہ مجتہد کی شان نہیں اور خطاء اجتہادی، یہ مجتہد سے ہوتی ہے اور اِس میں اُس پر عند اللہ اصلاً مؤاخذہ نہیں۔ مگر احکامِ دنیا میں وہ دو قسم ہے: خطاء مقرر کہ اس کے صاحب پر انکار نہ ہوگا، یہ وہ خطاء اجتہادی ہے جس سے دین میں کوئی فتنہ نہ پیدا ہوتا ہو، جیسے ہمارے نزدیک مقتدی کا امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا۔دوسری خطاء منکَر، یہ وہ خطاء اجتہادی ہے جس کے صاحب پر انکار کیا جائے گا، کہ اس کی خطا باعثِ فتنہ ہے۔ حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت سیّدنا امیرالمومنین علی مرتضیٰ کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے خلاف اسی قسم کی خطا کا تھا
(بہار شریعت جلد اول حصہ1 ص256)
.

جب ثابت ہوگیا کہ خطاء کے کئ معنی ہیں تو علامہ جلالی صاحب شروع ہی سے اجتہادی خطاء لفظ بولتے یا فورا وضاحت کرکے کہتے کہ اجتہادی خطاء مراد ہے تو بہتر ہوتا مگر
علامہ جلا لی نے کچھ مدت بعد اپنی نیت و مراد بتائی کہ اجتہادی خطاء مراد ہے تو بھی مقبول...بلکہ شرعا عرفا انکے قول خطاء سے اجتہادی خطاء مراد لینا ہی واجب جیسے کہ نیچے تفصیل آ رہی ہے
وَبِهَذَا أَجازَ الاسْتِثْناءَ بَعْد مدَّة.
سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث سے دلیل پکڑی کہ مطلق بول کر ایک مدت کے بعد استثناء کرنا جائز ہے
(تاج العروس76/40)

.

بعض کتب میں اتنا تک لکھا ہے کہ جب بھی (علمی ماحول میں)خطاء بولا جائے تو وہ اجتہادی خطاء ہی مراد ہوتا ہے
اعلم أنّ الخطأ والصواب يستعملان في المجتهدات
ترجمہ:
جان لو کہ بےشک خطاء اور صواب اجتہاد میں استعمال ہوتے ہیں[کشاف اصطلاحات الفنون والعلوم ,683/1]

.

ما ما صح عنهم من خطأ فإنه يحمل على الاجتهاد....لا على سوء الاعتقاد والكفر
جو اسلاف سے صحیح ثابت ہو کہ انہوں نے خطاء کی یا کہی تو اس خطاء کو خطاء اجتہادی پر محمول کیا جائے گا(خطاء اجتہادی ہی مراد لی جائے گی)خطاء سے برا اعتقاد کفر وغیرہ مراد نہ لی جائے گی
(المنقذ من الضلال188)
یہاں ایک بات تو یہ واضح ہوئی کہ اہل علم یا کسی سچے اچھے مسلمان سے خطاء لفظ نکلے تو اسے اجتہادی خطاء پر محمول کیا جائے گا گناہ قصور مذمت وغیرہ برے معنی مراد نہ لیے جائیں گے....اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اہل علم کے ہاں خطاء کے کئ معنی ہیں، یہ بھی ثابت ہوا کہ خطاء خطاء اجتہادی کا احتمال رکھتاہے جبکہ چمن زمان محقق زماں کی بدگمانی حسد تعسب ایجنٹی یا کم علمی واضح کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ خطاء خطاء اجتہادی کا احتمال ہی نہیں رکھتا...لاحول ولا قوۃ الا باللہ

.

خطاء کے اچھے برے کئ معنی ہیں تو کسی صحیح المذہب سچے عاشق رسول محب صحابہ محب اہلبیت سے خطاء لفظ نکلے تو اسکا اچھا معنی و محمل مراد لیناواجب بدگمانی حرام

.

#اچھا محمل ، اچھا معنی مراد لینا واجب
قرآن و حدیث سےماخوذ انتہائی اہم اصول.و.حکم.......!!

.

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اجۡتَنِبُوۡا كَثِيۡرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوۡا وَ لَا يَغۡتَبْ بَّعۡضُكُمۡ بَعۡضًا(سورہ الحجرات آیت12)
والمؤمن ينبغي أن يحمل كلام أخيه المسلم على أحسن المحامل ، وقد قال بعض السلف : لا تظن بكلمة خرجت من أخيك سوءا وأنت تجد لها في الخير محملا .
فمن حق العلماء: إحسان الظن بهم؛ فإنه إذا كان من حق المسلم على المسلم أن يحسن الظن به ، وأن يحمل كلامه على أحسن المحامل، فمن باب أولى العالم
خلاصہ:
قرآن و حدیث میں حکم ہے کہ بدگمانی غیبت تجسس سے بچا جائے،اچھا گمان رکھا جائےاسی وجہ سےواجب ہےکہ مذمت تکفیر تضلیل تفسیق اعتراض کےبجائے عام مسلمان اور بالخصوص اہلبیت صحابہ اسلاف صوفیاء و علماء کےکلام.و.عمل کو حتی الامکان
اچھےمحمل،اچھے معنی،اچھی تاویل پےرکھاجائے
(دیکھیےفتاوی حدیثیہ223/1...فتاوی العلماءالکبار فی الارہاب فصل3...فهم الاسلام ص20...الانوار القدسیہ ص69)

.

،قال عمر رضی اللہ عنہ
ولا تظنن بكلمة خرجت من مسلم شراً وأنت تجد لها في الخير محملا
حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں
مسلمان کوئی بات کرے اور آپ اس کا اچھا محمل و معنی پاتے ہوں تو اسے برے معنی پر محمول ہرگز نہ کریں
(جامع الاحادیث روایت31604)

.

سیدی اعلٰی حضرت امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

یہ نکتہ بھی یاد رہے کہ بعض محتمل لفظ جب کسی مقبول سے صادر ہوں بحکمِ قرآن انہیں "معنی حسن" پر حمل کریں گے، اور جب کسی مردود سے صادر ہوں جو صریح توہینیں کرچکا ہو تو اس کی خبیث عادت کی بنا پر معنی خبیث ہی مفہوم ہوں گے کہ:
کل اناء یترشح بما فیہ صرح بہ الامام ابن حجر المکی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ۔
ہر برتن سے وہی کچھ باہر آتا ہے جو اس کے اندر ہوتا ہے امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تصریح فرمائی ہے...
(فتاوی رضویہ : ج29، ص225)

.
اہل عرف سے مراد اہل سنت کا عرف ہے ناکہ شیعہ نجدیوں کا عرف کہ شیعہ کے عرف میں سیدنا امیر معاویہ کہنا بھی اہلبیت کی بےادبی ہے جبکہ یہ اہلسنت کے بچے بچے کی زبان زد عام ہے.....مفتی چمن زمان نے جو کہا کہ اہل عرف نے بےادبی سمجھا سراسر جھوٹ ہے اہلسنت نے بےادبی نہیں سمجھا اگرچہ چونکا دینے والی بات لگی مگر یہ نہیں سمجھا کہ جلا لی نے کوئی گستاکانہ جملہ بولا...چونکا دینے والی بات اس لیے کہ یہ ایک نئ بات سنی گئ..سچے عالم مجتہد کا نئ شاذ چونکا دینے والی بات کہنا اسلاف سے ثابت ہے پڑہیے قسط5 جوکہ بےادبی گستاخی نہیں زیادہ سے زیادہ نامناسبیت خلاف اولی شاذ و تفرد کہا جاتا....البتہ شیعہ رافضی و رافضیت زدہ عرف نے بےادبی ضرور سمجھا جو کہ نا معتبر عرف ہے....

.
جب سے سیدنا معاویہ کے عرس کا معاملہ حالیہ سالوں میں چل نکلا ہے تو اکثر عوام اہلسنت جانتی ہے کہ خطاء کا ایک معنی خطاء اجتہادی ہے جو سیدنا معاویہ سے ہوئی..لیھزا سچے عالم سے مسلہ علمیہ میں علمی ماحول میں کہے گئے لفظ خطاء کو عوام و عرف اہلسنت گالی گستاخی بے ادبی نہیں سمجھے بلکہ عوام پر واجب کہ وہ علمی ماحول میں سچے محب اہلبیت و صحابہ سے بولے گئے لفظ خطاء کو گالی بے ادبی نہ سمجھے

.
ایک تو ہم نے معتبر کتب سے ثابت کر دیا کہ علمی حلقہ میں کوئی سچا مسلمان خطاء بولے تو واجب ہے کہ خطاء اجتہادی مراد لی جائے...

.
دوسرا ہم نے ثابت کر دیا کہ حلقہ اہل علم میں خطاء کی کئ اقسام ہیں خطاء خطاء اجتہادی کا احتمال رکھتا ہے لیھذا چمن زمان کا کہنا کہ احتمال نہیں رکھتا جھوٹ خیانت بغض

تعصب غلو ایجنٹی نہیں تو اور کیا ہے....؟؟ محقق زماں کو خطاء کے کئ معنی معلوم نہ ہوں ایسا بظاہر نہیں لگتا

.

تیسرا یہ کہہ بالفرض محال چمن زمان کی بات مان لی جائے کہ خطاء سے مراد ہمیشہ برا معنی ہی مراد ہوتا ہے تو انکے قاعدے کہ عرف بدلتا رہتا ہے سے ثابت ہو رہا ہے کہ حالیہ چند سالوں میں خطاء اجتہادی عرف عام میں مشہور و معروف ہو چکا ہے لیھذا اس حالیہ عرف کی وجہ سے خطاء سے مراد خطاء اجتہادی ہے جوکہ نہ تو بےادبی ہے نہ گستاخی نہ کفر نہ گمراہی....لیھذا چمن زمان کی عرف عرف کی رٹ کا پول بھی کھل گیا....فللہ الحمد

.

نوٹ:

میرے مطابق سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حق پر کہنا چاہیے کہ صحیح حدیث ان کے حلق پر ہونے پے دلالت کرتی ہے...لیکن سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنھا کو خطاء اجتہادی پر نہیں کہنا چاہیے بلکہ سکوت کرنا چاہیے کہ کوئی صحیح روایت میرے علم میں نہیں کہ جس میں ہو کہ سیدہ نے ایت میراث سے استدلال کیا ہو اور ایسی بھی روایت میرے علم میں نہین کہ سیدہ کو حدیث لانورث معلوم ہی نہ تھی....لیھذا سکوت ہی بہتر مگر جو سچا محب اہلبیت و صحابہ مجتہد عالم اگر دلائل کے دلالت و اشارے سے خطاء اجتہادی کی نسبت کرے تو بےادبی گستاخی نہیں کہہ سکتے زیادہ سے زیادہ نامناسب و خلاف اولی شاذ و تفرد کہا جاسکتا ہے

.

نوٹ:

اجتہادی خطاءیں گنوانا نہ ہمارا شوق ہے نہ پسندیدہ موضوع مگر محبت کی آڑ میں حق سچ نصوص و عباراتِ اسلاف کو جھٹلایا جائے...جھوٹ کو محبت کہا جائے تو حق سچ واضح کرنا لازم

.

القرآن..ترجمہ:

حق سے باطل کو نا ملاؤ اور جان بوجھ کر حق نہ چھپاؤ

(سورہ بقرہ آیت42)

.

الحدیث..ترجمہ:

خبردار...!!جب کسی کو حق معلوم ہو تو لوگوں کی ھیبت

(رعب مفاد دبدبہ خوف لالچ) اسے حق بیانی سے ہرگز نا روکے
(ترمذی حدیث2191)

.

الحدیث.. ترجمہ:
حق کہو اگرچے کسی کو کڑوا لگے
(مشکاۃ حدیث5259)

.

جو حق(بولنے، حق کہنے، حق سچ بتانے)سے خاموش رہے وہ گونگا شیطان ہے
(رسالہ قشیریہ 245/1)

.

الحدیث:
متنطعون(تعریف تنقید تقریر تحریر وغیرہ قول یا عمل میں غلو.و.مبالغہ کرنےوالے)ہلاکت میں ہیں(مسلم حدیث6784)
بعض انبیاء کرام صحابہ اہلبیت اسلاف سےمطلقا اجتہادی خطاء کی نفی کرنا حق سچ کےخلاف ہے،جھوٹی تعریف اور غلو نہیں تو اور کیا ہے...؟؟
بےادبی جرم مگر تعریف میں حد و سچائی بھی لازم

مفتی چمن زمان کی کتاب محفوظہ پر تبصرہ
قسط7:(آخری)
مفتی چمن زمان لکھتے ہیں المفہوم:بدعت کو ثواب سمجھے تو کفر اور خطیب مذکور(جلا لی) ایسا ہی سمجھتے ہیں مگر تاویل ممکن اس لیے جلا لی کافر نہیں گمراہ اور گمراہ گر ہے....اور لکھتے ہیں گناہ صغیرہ اصرار سے کبیرہ ہوجاتا ہے
جلا لی بھی مصر ہے اس لیے گناہ(دیکھیے محفوظہ ص264تا280)

.

تبصرہ:
پہلی بات:
ہم پچھلی اقساط میں ثابت کرچکے کہ علمی حلقے میں علمی مسلے میں علمی بندے سے ضرورتا سیدہ فاطمہ کو مسلہ فدک میں دلائل کے دلالت و اشارات سے غیر دوامی خطاء منسوب کرنا اور لامحالہ خطاء اجتہادی شرعا عرفا مراد تھی اور مفتی محقق مجتہد جلا لی نے اپنی نیت و مراد بھی واضح کردی کہ خطاء اجتہادی مراد تھی

تو
یہ نسبت خطاء نہ تو بدعت ہے نا صغیرہ گناہ اور نا ہی اس پر اصرار ممنوع...جی ہاں جلا لی صاحب اپنا موقف بتانے کے لیے وضاحت و اثبات کرنے کے لیے اجتہادی خطاء بار بار منسوب کریں تو بھی مزموم نہیں کہ علمی حلقے میں مباح یا تفرد و شاذ کا تکرار مذموم ہو میرے علم میں نہیں ......چمن زمان کا بدعت گمراہیت وغیرہ بہت کچھ جلا لی پے فٹ کرنا بیکار بلکہ ثابت ہو چکا کہ کارِ مکار و فجار الا یہ کہ چمن زمان کی کم علمی یا غفلت ہو.....مگر توبہ رجوع تو ہر حال میں چمن زمان پے لازم

.

اصرار کی بات بھی چمن زمان کا جھوٹ لگتا ہے کیونکہ جہاں تک میری معلومات ہے جب سے ناحق مذمت ہوئی اور اکابر نے جلا لی کو معروضات و مشورے دیے تب سے ایک دو دفعہ کے علاوہ مفتی جلا لی نے سرعام خطاء کا تکرار ہی نہیں کیا...جب تکرار نہیں تو اصرار نہیں...اصرار نہین تو گناہ نہیں

.

وَفِي شَرْحِ الْمَنَارِ لِابْنِ نُجَيْمٍ عَنْ التَّقْرِيرِ لِلْأَكْمَلِ أَنَّ حَدَّ الْإِصْرَارِ أَنْ تَتَكَرَّرَ مِنْهُ تَكَرُّرًا
کتاب شرح المنار میں کتاب التقریر کے حوالے سے منقول ہے کہ اصرار کی تعریف یہ ہے کہ تکرار ہو(بار بار ہو)
[(رد المحتار) ,457/2]

.

قال ابن عبد السلام: وحد الإصرار هو أن تتكرر منه الصغيرة تكرار
ابن عبدالسلام نے کہا کہ اصرار کی تعریف یہ ہے کہ صغیرہ گناہ کا تکرار ہو(بار بار ہو)
[فتح المنعم شرح صحيح مسلم ,288/1]

.

والإصرار على الذنب إكثاره
گناہ پر اصرار کا مطلب ہے کہ بار بار کرے کثرت سے کرے
[عون المعبود وحاشية ابن القيم ,265/4]
[مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ,1622/4]

بعض کتب میں اصرار سے مراد دوام لیاگیا ہے تو اس کے تحت بھی علامہ جلا لی پر حرف نہیں آتا کہ جائز موقف بےادبی گستاخی سے پاک موقف حتی کہ تفرد و شاذ پر ڈٹے رہنا کوئی عیب و برائی نہیں ملاحظہ کیجیے قسچ نمبر5
اجتہادی خطاء کہنا بدعت اس لیے نہیں کہ اسکی اصل دلائل و حوالاجات کے دلالت و اشارے ہیں...جب اصل و دلیل ہو تو وہ بری بدعت نہیں حقیقتا بدعت نہیں اگرچہ بظاہر نیا عمل نیا کلام ہو

.

دراصل بدعت کی تعریف واضح الفاظ میں کسی آیت کسی حدیث میں نہیں آئی، جو لوگ یہ کہتے ہین کہ جو کام صحابہ کرام نے نہین کیا وہ بدعت ہے ہم انہیں چیلنج کرتے ہین کہ کسی حدیث میں یہ دکھا دیں کہ بدعت وہ ہے جو کام صحابہ نے نا کیا ہو... چیلنج چیلنج...
کچھ لوگ کہتے ہین جو سنت نہین وہ بدعت ہے، یہ بھی ٹھیک نہیں کیونکہ قرآن و احادیث سے ثابت ہے کہ جو کام سنت نا ہو وہ جائز بھی کہلا سکتا ہے، سنت کے بعد جائز بھی ایک قیمتی چیز ہے، جائز بھی دین کی تعلیمات میں سے ہے.. سنت سنت کی رٹ لگانے کے ساتھ ساتھ جائز جائز کی رٹ لگانا بھی ضروری ہے..
پھر آخر بدعت ہے کیا.....؟؟
ایات احادیث میں غور کرکے بدعت کی تعریف اخذ کی گئ ہے جسے علماء کرام نے جامع انداز میں کچھ یوں بیان فرمایا ہے کہ:
المراد بها ما احدث وليس له اصل فى الشرع،،ويسمى فى عرف الشرع بدعة، وماكان له اصل يدل عليه الشرع فليس ببدعة
فالبدعة فى عرف الشرع مذمومة بخلاف اللغة
ترجمہ:
بدعت اس نئ چیز کو کہتے ہیں جسکی شریعت میں کوئ اصل نا ہو،،شریعت میں اسی کو بدعت کہا جاتا ہے
اور
جس نئے کام کی اصل ہو کہ اس پر شریعت رہنمائ کرے وہ تو بدعت نہیں، بدعۃ شریعت میں مذموم ہی ہوتی ہے"با خلاف لغت کے"(لغت و ظاہر کے حساب سے بدعت کی پانچ اقسام ہیں کچھ پر ثواب کچھ پے مذمت جیسے بدعت مباحہ بانیت حسن ثواب ہے بدعت واجبہ ثواب ہے،بدعت سیئہ پےمذمت ہے)
(فتح الباری 253/13
حاشیہ اصول الایمان ص126
اصول الرشاد ص64

مرعاۃ،عمدۃ القاری، مجمع بحار الانوار
فتح المبین،وغیرہ بہت کتابوں میں بھی یہی تعریف ہے

.

اجتہادی خطاءیں گنوانا نہ ہمارا شوق ہے نہ پسندیدہ موضوع مگر محبت کی آڑ میں حق سچ نصوص و عباراتِ اسلاف کو جھٹلایا جائے...جھوٹ کو محبت کہا جائے تو حق سچ واضح کرنا لازم

.

القرآن..ترجمہ:
حق سے باطل کو نا ملاؤ اور جان بوجھ کر حق نہ چھپاؤ
(سورہ بقرہ آیت42)

.

الحدیث..ترجمہ:
خبردار...!!جب کسی کو حق معلوم ہو تو لوگوں کی ہیبت
(رعب مفاد دبدبہ خوف لالچ) اسے حق بیانی سے ہرگز نا روکے
(ترمذی حدیث2191)
الحدیث.. ترجمہ:
حق کہو اگرچے کسی کو کڑوا لگے
(مشکاۃ حدیث5259)
جو حق(بولنے، حق کہنے، حق سچ بتانے)سے خاموش رہے وہ گونگا شیطان ہے
(رسالہ قشیریہ 245/1)
الحدیث:
متنطعون(تعریف تنقید تقریر تحریر وغیرہ قول یا عمل میں غلو.و.مبالغہ کرنےوالے)ہلاکت میں ہیں(مسلم حدیث6784)
بعض انبیاء کرام صحابہ اہلبیت اسلاف سےمطلقا اجتہادی خطاء کی نفی کرنا حق سچ کےخلاف ہے،جھوٹی تعریف اور غلو نہیں تو اور کیا ہے...؟؟
بےادبی جرم مگر تعریف میں حد و سچائی بھی لازم
جو میرے صحابہ سےمحبت رکھےتو یہ مجھ سےمحبت ہےاسی وجہ سے میں اس سےمحبت رکھتا ہوں(ترمذی حدیث3862)میرے اہل بیت سےمحبت رکھو میری محبت کی وجہ سے(ترمذی حدیث3789)خبردار(محبت تعریف تنقید وغیرہ ہر معاملےمیں)خود کو غلو(مبالغہ آرائی،حد سےتجاوز کرنے) سےدور رکھو(ابن ماجہ حدیث3029شیعہ کتاب منتہی المطلب729/2)

اول قطب کون،سیدہ فاطمہ یا سیدنا ابوبکر...اور مفتی چمن زمان کا رد.............!!

.

مفتی چمن زمان نے اپنی کتاب المحفوظہ میں دو چار وہ حوالے لکھے جس مین تھا کہ سیدہ فاطمہ اول قطب ہیں جمھور و اکثریت علماء و صوفیاء کا کیا نظریہ ہے یہ بتانا گوارا نہ کیا، بتاتے تو ***** پکڑی جاتی...اتنے سلیس انداز میں لکھتے گئے کہ بندہ یہی سمجھے کہ سیدہ فاطمہ اول قطب ہیں....مگر چونکہ المحفوظہ میں صرف عبارات تھیں، خود مفتی چمن زمان کا مختار کیا ہے دوٹوک نہ لکھا مگر تقریرا یہی سمجھا جائے گا کہ انکا مختار یہی ہے کہ اول قطب فاطمہ ہے پھر چند دن قبل ایک وڈیو میں دوٹوک کہا کہ اللہ نے چونکہ مقام قطبیت سے نوازنہ تھا اس لیے سیدہ فاطمہ کو نسوانی عوارض(حیض و نفاس)سےپاک فرمایا او کما قال....سیدہ فاطمہ کی قطبیت سے کوئی شرعی خرابی لازم نہ آتی تو ہم اس موضوع پر ہرگز نہ لکھتے مگر خود مفتی چمن زمان لکھ چکے جو علماء صوفیاء کا متفقہ فیصلہ بھی ہے کہ قطب اپنے وقت کے تمام مخلوق امتیوں میں افضل ہوتا ہے
لیھذا
مفتی چمن زمان کے مختار کردہ قول کو مان لیا جائے تو لازم آئے گا کہ نبی پاک کے بعد افضل سیدنا صدیق اکبر نہین بلکہ فاطمہ افضل ہیں

.

دو چار قابل ذکر اسلاف صوفیاء کی طرف منسوب ہے کہ انہوں نے سیدہ فاطمہ کو اول قطب کہا ہے اور بعض نے انکےقول کی دلیل کشف کو قرار دیا ہے
جبکہ
دوسری طرف صاف صاف دو ٹوک احادیث و صحابہ و اہلبیت تابعین و جمھور اسلاف کے اقوال ہیں کہ افضل بعد الانبیاء سیدنا ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین
بلکہ
کتب میں تصریحات موجود ہیں کہ جمھور و اکثریت علماء و صوفیاء کے مطابق اول قطب سیدنا ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ تعالیٰ عنھم

.

#کشف کے بارے میں سیدی امام احمد رضا علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:
سچا کشف(مراقبہ،خواب)ہمیشہ شریعت کےمطابق ہی آتا ہے،جس کشف(مراقبہ،خواب)کی شہادت کتاب وسنت نہ دیں وہ محض لا شیئ(غیر معتبر) ہے
(فتاوی رضویہ،549,555/21)

.
سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت لکھتے ہیں :
" یہی تعظیم و محبت و جاں نثاری و پروانہ واری شمع رسالت علیہ صلوۃ وا لتحیتہ ہے ، جس نے صدیق اکبر کو بعد انبیاء و مرسلین صلی اللہ تعالی علیہم اجمعین تمام جہان پر تفوق بخشا ، اور ان کے بعد تمام عالم ، تمام خلق ، تمام اولیاء ، تمام عرفاء سے افضل و اکرم و اکمل اعظم کر دیا "
(فتاوی رضویہ ، جلد 29 ص 370)
پتا چلا کہ سیدنا صدیق اکبر بعد انبیاء و مرسلین ساری مخلوق ، سارے عالم ، سارے ولیوں ، سارے غوثوں ، سارے قطبوں ، سارے عارفوں سے افضل ، اکرم ، اکمل اور اعظم ہیں ۔

.
#اول_قطب کے بارے میں حق چار یار کی نسبت سے چار حوالہ جات ملاحظہ فرمائیے:
①و فی شرح المواهب اللدنية قال: أول من تقطب بعد النبی الخلفاء الأربعة على ترتيبهم في الخلافة، ثم الحسن هذا ما عليه الجمهور
شرح المواهب اللدنية میں ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے جو قطب ہیں وہ خلفائے اربعہ ہیں اس ترتیب پر جو ان کی خلافت کی ترتیب ہے یعنی سب سے پہلے قطب سیدناابوبکر صدیق ہیں پھر سیدنا عمر پھر سیدنا عثمان ہیں پھر سیدنا علی قطب ہیں پھر سیدنا حسن(رضی اللہ تعالیی عنھم اجمعین)اور یہ وہ(نظریہ قول) ہے کہ جس پر جمہور(علماء اور صوفیاء)ہیں
(جلاء القلوب265/2)

.
②وأول من تقطب بعد النبي يَةُ الخلفاء الأربعة على ترتيبهم في الخلافة، ثم الحسن، هذا ما عليه الجمهور
نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے جو قطب ہیں وہ خلفائے اربعہ ہیں اس ترتیب پر جو ان کی خلافت کی ترتیب ہے یعنی سب سے پہلے قطب سیدناابوبکر صدیق ہیں پھر سیدنا عمر پھر سیدنا عثمان ہیں پھر سیدنا علی قطب ہیں پھر سیدنا حسن(رضی اللہ تعالیی عنھم اجمعین)اور یہ وہ(نظریہ قول) ہے کہ جس پر جمہور(علماء اور صوفیاء)ہیں
(مشتهى الخارف الجاني ص506)
.

③وبعد عصره صلى الله عليه وسلم خليفته القطب، متفق عليه بين اہل الشرع و الحكماء۔۔انہ قد يكون متصرفا ظاہرا فقط كالسلاطين و باطنا كالاقطاب و قد يجمع بين الخلافتين كالخلفاء الراشدين كابی بكر و عمر بن عبدالعزيز
اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانہ مبارکہ کے بعد جو آپ کا خلیفہ ہوا وہی قطب ہے اس پر تمام اہل شرع(علماء صوفیاء)اور حکماء کا اتفاق ہے کہ خلیفہ کبھی ظاہری تصرف والا ہوتا ہے جیسے کہ عام بادشاہ اور کبھی فقط باطنی تصرف والا ہوتا ہے جیسے کہ قطب اور کبھی خلیفہ ایسا ہوتا ہے کہ جو ظاہری تصرف بھی رکھتا ہے اور باطنی تصرف بھی رکھتا ہے(وہ بادشاہ بھی ہوتا ہے اور قطب بھی ہوتا ہے)جیسے کہ خلفائے راشدین مثلا سیدنا ابو بکر صدیق اور عمر بن عبدالعزیز
(نسيم الرياض30/3ملتقطا)

.

④قطب.....وهو الغوث ايضا و هو سيد الجماعة فى زمانه۔يحوز الخلافة الظاہرية كما حاز الخلافة الباطنية كابی بكر و عمر و عثمان و على رضوان الله تعالىٰ علهيم...و ذہب التونسى من الصوفية الى ان اول من تقطب بعده صلى الله عليه وسلم ابنته فاطمة و لم ار لہ فى ذالک سلفا
قطب اس کو غوث بھی کہتے ہیں اور وہ اپنے زمانے میں تمام امتیوں کا سردار و افضل ہوتا ہے...خلیفہ کبھی ایسا ہوتا ہے جو ظاہری خلافت بھی پاتا ہے اور باطنی خلافت و قطبیت بھی پاتا ہے جیسے کہ سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا عمر اور سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ اجمعین اور صوفیاء میں سے تونسی اس طرف گئے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد اول قطب ان کی بیٹی فاطمہ ہے اور ہم اس مسئلہ میں ان کا کوئی ہمنوا و حوالہ نہیں پاتے
(مجموع رسائل ابن عابدين 265/2ملتقطا)

.

#پہلے صحابہ(ابوبکر و عمر وغیرہ)پھر اہلبیت
حَدَّثَنَا عَبْدُ العَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: «كُنَّا نُخَيِّرُ بَيْنَ النَّاسِ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنُخَيِّرُ أَبَا بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ، ثُمَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ»
ترجمہ
ہم صحابہ کرام لوگوں کے درمیان فضیلت دیتے تھے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانہ مبارک میں تو ہم فضیلت دیتے تھے سب سے پہلے ابو بکر صدیق کو پھر سیدنا عمر کو پھر عثمان بن عفان کو ُ(پھر سیدنا علی کو)

[صحيح البخاري ,4/5روايت3655]

.

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ، حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: قَالَ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: إِنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا نَقُولُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ: «أَفْضَلُ أُمَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَهُ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ عُثْمَانُ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ»
رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی حیات مبارکہ ہیں میں ہم صحابہ کرام کہا کرتے تھے کہ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں سب سے پہلے افضل ابوبکر صدیق ہے پھر سیدنا عمر سیدنا عثمان(پھر سیدنا علی)
[سنن أبي داود ,206/4روايت4628]

علی...افْضَلُ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ، وَبَعْدَ أَبِي بَكْرٍ، عُمَرُ
سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ
نبی پاک کے بعد تمام امت میں سے سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر
(مسند احمد201/2)

.

سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:
خير الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم أبو بكر، وخير الناس بعد أبي بكر عمر
ترجمہ:
رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام لوگوں سے بہتر.و.افضل ابوبکر ہیں اور ابوبکر کے بعد سب لوگوں سے بہتر.و.افضل عمر ہیں...(ابن ماجہ روایت نمبر106)

.

حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُقْرِئُ , ثنا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ الْخَزَّازُ , عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ , عَنْ أَبِيهِ , عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كُنَّا مَعْشَرَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ مُتَوَافِرُونَ نَقُولُ:أَفْضَلُ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ
ترجمہ:
ہم صحابہ کہا کرتے تھے کہ
نبی پاک کے بعد تمام امت میں سے سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر
(مسند الحارث=بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث888/2 روايت959)

.

خَطَبَنَا عَلِيٌّ، فَقَالَ: " مَنْ خَيْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ " فَقُلْتُ: أَنْتَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ: " لَا خَيْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ
سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ نے خطبہ دیا اور ہم سے پوچھا کہ اس امت میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل کون ہے راوی کہتا ہے کہ میں نے کہا آپ امیر المومنین....تب حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ نہیں میں(علی سب سے افضل)نہیں، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں سب سے بہترین اور افضل ترین شخص ابوبکر صدیق ہیں پھر عمر ہیں
[مسند أحمد ط الرسالة ,201/2 روایت834]

.

الحدیث التقریری:
كُنَّا نَقُولُ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ: أَفْضَلُ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَيَسْمَعُ ذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا يُنْكِرُهُ
ہم صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں ہی کہا کرتے تھے کے اس امت میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے زیادہ افضل ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان ہیں (پھر سیدنا علی) حضور علیہ السلام یہ سنتے تھے اور اس کا انکار نہ فرماتے تھے
[المعجم الكبير للطبراني ,285/12حدیث13132]
موضوع:
①چمن زمان کو کیسا پایا اور مناظرہ کا بہتر طریقہ و موضوعات کیا ہونےچاہیے............؟؟

.

②اجتہادی خطاء،انبیاء کرام،صحابہ عظام، سیدنا عمر کی اجتہادی خطاء و رجوع اور چمن زمان.........؟؟

.

تفصیل:
چمن زمان کو کیسا پایا اور مناظرہ کا بہتر طریقہ و موضوعات کیا ہونےچاہیے............؟؟
الحدیث،ترجمہ:
مومن سیدھا اور کرم نوازی والا ہوتا ہے اور فاجر مکار دھوکےباز(عیار، چرب زبان) اور کمینہ ہوتا ہے
(ابوداود حدیث4790)

.
پہلے پہل میں مفتی چمن زمان کو محنتی سیدھا سچا سمجھدار عالم سمجھتا تھا، ادبا استاد تک کہتا تھا
مگر
میرا ان سے مباحثہ ہوا اور انہوں نے سیدہ فاطمہ کے متعلق المحفوظہ کتاب لکھی تب میرے ہوش ٹھکانے لگے کہ یہ شخص کتنا متکبر چالباز چرب زبان مکار و عیار ہے...مکاری عیاری چرب زبانی کے ساتھ ساتھ علم بھی ہے تو یہ منٹوں میں گمراہ کر سکتا ہے...لیھذا انکی ویڈیوز کتب تحریرات سے دور رہیے...اس سے مناظرہ لکھ کر ہی کیا جائے تو بہتر ورنہ اسکی علمی چرب زبانی سے بظاہر وقتی طور پر حق بھی مات کھا جائے...جیسے میں نے بظاہر مات کھائی مگر جب لکھ کر مباحثہ واضح کیا تو واضح ہوا کہ کون حق پے تھا....مباحثے کا لنک
https://m.facebook.com/story.php?story_fbid=314871037191674 4&id=100003334358641
.
اب اس نے******کو مناظرہ کا چیلنج کیا ہے اور خود ہی موضوعات مقرر کیے جوکہ اسکی عین عیاری ہے...موضوعات میں یہ بھی ہونے چاہیے تھے کہ
①کیا انبیاء کرام علیھم السلام اجتہادی خطاء سے معصوم ہیں...؟؟
②کیا صحابہ تابعین صالحین اجتہادی خطاء سے محفوظ ہیں....؟؟ معصوم و محفوظ کا فرق؟
③کیا کسی نبی پاک یا صحابی کی طرف اجتہادی خطاء کی نسبت گالی و گستاخی ہے...؟؟
④علمی ماحول اور خطاء معصیت و خطاء اجتہادی جس معاشرے و عرف میں مشہور ہوں وہاں خطاء بولنا اور خطاء اجتہادی مراد لینا جائز ہے یا نہیں...؟؟
.
اسی سے نتیجہ نلکے گا کہ سیدہ طیبہ طاہرہ زہرا کی طرف
اجتہادی خطاء کی نسبت گستاخی ہے یا نہیں
.
مروجہ مناظرو سنو...!
جس نےعلم حاصل کیا تاکہ علماء پر برتری ظاہر کرے،علماء کو نیچا ظاہر کرے یا لوگوں(عوام طلبہ)کو اپنا خادم و گرویدہ بنائے اللہ اسے جہنم میں ڈالے گا...(ترمذی حدیث2654ملخصا)

اصلی مناظرہ اظہار حق،تلاش حق کےلیےہوتاہے،جانبین ایک دوسرے کا ادب رکھتے ہیں...شیطان گستاخ کہہ کر مناظرہ کا چیلنج کرنا مناظرہ نہیں بلکہ مقصد تذلیل مجادلہ مکابرہ تکبر ایجنٹی و طلبِ شہرت لگتا ہے الا

.

.

اجتہادی خطاء،انبیاء کرام،صحابہ عظام، سیدنا عمر کی اجتہادی خطاء و رجوع اور چمن زمان.........؟؟

.

مفتی چمن زمان کی کتاب المحفوظۃ اور انکا مضمون عمر_المحفوظ اور انکا مضمون نظریہ39 پڑھا جاۓ تو یوں لگتا ہے جیسے مفتی چمن زمان کے مطابق سیدنا ابوبکر و عمر و علی و فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جیسی ہستیاں اجتہادی خطاء سے بھی محفوظ ہیں
مگر
مکاری کہیے یا دھوکہ دہی یا غفلت یا عدم توجہ یا کم علمی یا کتمان علم کہ خطاء کی نفی تو کی مگر دوٹوک چمن زمان نے نہ لکھا کہ اجتہادی خطاء کی نفی ہے مگر ان کے کلام کو پڑھنے والا یہی سمجھے گا کہ یہ ہستیاں اجتہادی خطاء سے بھی محفوظ ہیں...میں نے میسج کیے کال کرکے پوچھا کہ حضرت اپ کی مراد کیا ہے موصوف نے جواب نہ دیا بس کہاوت بتائی کہ تم کون، میں خوامخواہ.....یعنی ہمارے سوال بلکہ ہمیں خومخواہ فضول آدمی قرار دیا

.

#واللہ باللہ تاللہ رب مصطفیﷺکی قسم.........!!
اگر غیرگستاخی کو گستاخی نہ کہا جا رہا ہوتا، محبت کے جھوٹے ضابطے مشتہر نہ کیے جا رہے ہوتے، غلو نہ کیا جا رہا ہوتا تو کبھی بھی حوالہ جات جمع نہ کرتا انبیاء کرام کی خطاء اجتہادی پر، صحابہ کرام تابعین عظام کی اجتہادی خطاء پر

.

مفتی چمن زمان کے الفاظ و انداز و تحریرات سے چھلکتا ہے کہ انبیاء کرام و صحابہ کرام میں سے بعض کو علی الانفراد اجتہادی خطاء کی طرف منسوب کرنا گستاخی گالی و ناصبیت ہے
تو

لازم سمجھا کہ حق سچ واضح کیا جائے...بتایا جائے کہ خطاء اجتہادی کوئی گستاخی گالی عیب نہیں...یہ ایک قدرتی نظام و قانون ہے کہ حضرات بشر میں سے اعلی حضرات سے بھی اجتہادی خطاء ممکن بلکہ بعض سے ہوئی بھی.........!!

.

①حضرات انبیاء کرام علیھم السلام جیسی عظیم ہستیوں کی طرف اسلاف حتی کہ امام اعظم ابوحنیفہ و امام احمد رضا رحمھم اللہ جیسے عشاق نے بھی اجتہادی خطاء کی نسبت کا جواز لکھا بعض کی طرف نسبت بھی کی، جب ان سے خطاء اجتہادی ممکن تو امتی سے خطاء اجتہادی بدرجہ اولی ممکن.....انبیاء کرام کی طرف خطاء اجتہادی کی نسبت کے دلائل اور مفتی چمن زمان کے دلائل کا رد اس فیسبک لنک پے

https://m.facebook.com/story.php?story_fbid=3148710371916744&id=100003334358641

.

.

②صحابہ کرام تابعین عظام علیھم الرضوان کی طرف خطاء اجتہادی کی نسبت کے حوالہ جات اس فیسبک لنک پے

https://m.facebook.com/story.php?story_fbid=3147874705333644&id=100003334358641

.

③مفتی چمن زمان صاحب عجیب خوش فہمی میں ہیں کہ بتلاتے رہتے ہیں کہ انکی کتاب کا رد نہیں لکھا گیا جبکہ ہم نے فورا انکی کتاب و فتوی کا رد سات اقساط پر سات اہم معاملات پر رد لکھا....انہیں بھیجا انکے کچھ متعلقین کو بھیجا....اب حق تو بنتا ہے کہ وہ مناظرہ سے پہلے ہمارے مختصر مگر مدلل رد کا جواب لکھتے مگر انہیں لائیو شائیو کا شوق ہے شاید جس میں مکاری چرب زبانی سے کام لینا آسان ہوتا ہے.....ان کے رد میں میرا مختصر مدلل رسالہ اس لنک پے

لنک سے لوڈ نہ ہو تو tabsara لکھ کر میرے

وٹس اپ نمبر 03468392475 پےوٹس اپ میسج کیجیے

.

سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ و فداہ روحی کے متعلق مفتی چمن زمان احادیث و روایات بیان کرکےبارہا کہہ چکے کہ خطاء سے محفوظ ہیں اور ان کے سیاق و سباق سے چھلکتا ہے کہ اجتہادی خطاء سے بھی سیدنا عمر محفوظ ہیں...ہم نے بار بار پوچھا مگر جواب نادارد........!!

تو
سردست تین مسائل پڑھیے جس سے واضح ہوگا کہ سیدنا عمر سے اجتہادی خطاء ہوئی اور آپ اپنی خطاء پے ڈٹے نہ رہے بلکہ حق قبول فرما لیا..لیھذا سیدنا علی و عمر و فاطمہ وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین و فداھم روحی عظیم الشان ہونے کے باوجود اجتہادی خطاء سے محفوظ نہیں....

.

مسلہ نمبر (1)
معتوھۃ کا رجم:
حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، ح وحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، الْمَعْنَى، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي ظَبْيَانَ، قَالَ هَنَّادٌ الْجَنْبِيُّ: قَالَ: أُتِيَ عُمَرُ بِامْرَأَةٍ قَدْ فَجَرَتْ، فَأَمَرَ بِرَجْمِهَا، فَمَرَّ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَأَخَذَهَا فَخَلَّى سَبِيلَهَا، فَأُخْبِرَ عُمَرُ، قَالَ: ادْعُوا لِي عَلِيًّا، فَجَاءَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، لَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ، عَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَبْلُغَ، وَعَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ، وَعَنِ الْمَعْتُوهِ حَتَّى يَبْرَأَ»، وَإِنَّ هَذِهِ مَعْتُوهَةُ بَنِي فُلَانٍ، لَعَلَّ الَّذِي أَتَاهَا وَهِيَ فِي بَلَائِهَا، قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ: لَا أَدْرِي، فَقَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَام، وَأَنَا لَا أَدْرِي
سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس ایک عورت کو لایا گیا کہ جس نے زنا کیا تھا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اس کو رجم کرنے کا حکم دیا سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ کا گزر ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ اس کو رجم نہ کرو سیدنا عمر کو یہ جب خبر دی گئی تو آپ نے فرمایا کہ حضرت علی کو میرے پاس بلا کر لے آؤ پس حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ تشریف لائے اور فرمایا یا امیرالمومنین کیا آپ نہیں جانتے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تین لوگوں سے قلم اٹھا دی گئی ہے بچے سے یہاں تک کہ بالغ ہو جائے، سوئے ہوئے سے یہاں تک کہ اٹھے اور معتوہ سے یہاں تک کہ ٹھیک ہو جائے یہ عورت معتوھۃ(جس کو جنون کے دورے پڑتے ہوں اور کبھی افاقہ ہوتا ہو)ہے عین ممکن ہے کہ اس سے زنا کیا گیا ہو جنون کی حالت میں....حضرت عمر نے فرمایا مجھے علم نہیں ، حضرت علی نے فرمایا مجھے بھی علم نہیں(لیھذا ممکن ہے حالت جنون میں اس سے زنا کیا گیا ہو تو حضرت عمر نے جو رجم کا حکم دیا تھا وہ انکی اجتہادی خطاء تھی، سیدنا علی نےرجم نہ کرنے کی رائے دی جسے سیدنا عمر نے قبول کرلیا اور اسے رجم نہ کیا گیا)
[سنن أبي داود ,140/4روایت4402]
[سنن سعيد بن منصور ,94/2روایت2078]

.

یہ روایت مسند احمد میں بھی ہے اس میں یہ بھی اضافہ ہے کہ فَلَمْ يَرْجُمْهَا
ترجمہ:
پس اس معتوهۃ کو رجم نہ کیا
[مسند أحمد مخرجا ,443/2روایت1328]
حاشیہ مسند احمد میں لکھا ہے کہ یہ روایت درج ذیل کتب میں بھی ہے
وأخرجه الطيالسي (90) عن حماد، بهذا الإسناد. بالمرفوع منه فقط..وأخرجه أبو داود (4402) ، والنسائي في "الكبرى" (7344) ، وأبو يعلى (587) ، والبيهقي 264/8-265 من طرق عن عطاء، به. وسيأتي برقم (1362) .
وأخرجه النسائي في "الكبرى" (7345) من طريق أبي حصين، عن أبى ظبيان، به موقوفاً. ورجح النسائي هذه الرواية.
وأخرجه بنحوه من طريق الأعمش، عن أبي ظبيان، عن ابن عباس، عن علي مرفوعاً أبو داود (4399) و (4400) و (4401) ، والنسائي في "الكبرى" (3743) ، وابن حبان (143) ، والدارقطني 138/3، وا لحاكم 258/1 و59/2 و389/4، وا لبيهقي 264/8. وصححه الحاكم، ووافقه الذهبي.

.

قال الخطابي في "معالم السنن" 310/3: لم يأمر عمر رضي الله عنه برَجْم مجنونة نُطبق عليها في الجنون، ولا يجوز أن يخفى هذا ولا على أحدٍ ممن بحضرته، ولكن هذه امرأَة كانت تجَن مرةً، وتُفيق أخرى، فرأى عمرُ رضي الله عنه أن لا يسقط عنها الحد لما يصيبُها من الجنون، إذ كان الزنى منها في حال الإفاقة، ورأى على كرم الله وجهه أن الجنون شبهة يدرأ بها الحدُّ عمن يبتلى به، والحدود تُدرأ بالشبهات، لعلها قد أصابت ما أصابت وهي في بقية من بلائها، فوافق اجتهاد عمر رضي الله عنه اجتهاده في ذلك، فدرأ عنها الحد، والله أعلم بالصواب (حاشیہ مسند احمد 444/2)

.

مذکورہ واقعہ کی روایت کے متعلق امام حاکم نے کہا کہ بخاری مسلم کی شرط پر صحیح روایت ہے اور امام ذہبی نے اسے برقرار رکھا
هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ»(فقال الذهبی)علی شرطهما
[المستدرك على الصحيحين للحاكم ,389/1روایت949]

.

مسلہ نمبر②:
عدت،مہر،حرمت ابدیہ:

546 - أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَارَةَ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: رَجَعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي الَّتِي تَتَزَوَّجُ فِي عِدَّتِهَا إِلَى قَوْلِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَذَلِكَ أَنَّ عُمَرَ قَالَ: «إِذَا دَخَلَ بِهَا فُرِّقَ بَيْنَهُمَا وَلَمْ يَجْتَمِعَا أَبَدًا، وَأَخَذَ صَدَاقَهَا، فَجَعَلَ فِي بَيْتِ الْمَالِ» ، فَقَالَ عَلِيٌّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ: «لَهَا صَدَاقُهَا بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِهَا، فَإِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا مِنَ الأَوَّلِ تَزَوَّجَها الآخَرُ إِنْ شَاءَ» ، فَرَجِعَ عُمَرُ إِلَى قَوْلِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ مُحَمَّدٌ: وَبِهَذَا نَأْخُذُ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا

سیدنا مجاہد فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت علی کے قول کی طرف رجوع فرمایا اس مسئلہ میں کہ عورت عدت کے اندر نکاح کر لے تو اس کا کیا حکم ہے۔۔سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اس مسئلہ میں یہ حکم صادر فرمایا کہ ان دونوں کا کبھی بھی نکاح نہیں ہو سکتا اور حق مہر بیت المال میں جمع کرادیا۔۔سیدنا علی نے رائے دی کہ عورت کو اس کا حق مہر میں ملے گا اور جب اس کی عدت پوری ہو جائے گی تو وہ جس سے چاہے نکاح کرلے۔۔تو سیدنا عمر نے حضرت علی کے قول کی طرف رجوع فرما لیا امام محمد الشیبابی فرماتے ہیں کہ یہی ہمارا قول ہے اور یہی امام ابو حنیفہ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے

(موطأ مالك رواية محمد بن الحسن الشيباني ص183)

.

مسلہ نمبر③:

شوہر غائب،رجم:

28812 - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أَشْيَاخِهِ: أَنَّ امْرَأَةً غَابَ عَنْهَا زَوْجُهَا(سَنَتَيْنِ كما فی سنن سعيد بن منصور...حصير)ثُمَّ جَاءَ وَهِيَ حَامِلٌ فَرَفَعَهَا إِلَى عُمَرَ: «فَأَمَرَ بِرَجْمِهَا».، فَقَالَ مُعَاذٌ: «إِنْ يَكُنْ لَكَ عَلَيْهَا سَبِيلٌ، فَلَا سَبِيلَ لَكَ عَلَى مَا فِي بَطْنِهَا»، فَقَالَ عُمَرُ: «احْبِسُوهَا حَتَّى تَضَعَ، فَوَضَعَتْ غُلَامًا لَهُ ثَنِيَّتَانِ»، فَلَمَّا رَآهُ أَبُوهُ، قَالَ: ابْنِي، فَبَلَغَ ذَلِكَ عُمَرَ، فَقَالَ: «عَجَزَتِ النِّسَاءُ أَنْ يَلِدْنَ مِثْلَ مُعَاذٍ، لَوْلَا مُعَاذٌ هَلَكَ عُمَرُ»

ایک شخص دو سال گھر سے باہر رہا جب کر واپس آیا تو اس کی بیوی حاملہ تھی تو اس نے یہ معاملہ حضرت عمر کی طرف اٹھایا حضرت عمر نے اس عورت کے رجم کا حکم دیا تو سیدنا معاذ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہو سکتا ہے عورت پر آپ سزا لاگو کرے مگر جو اس کے پیٹ میں ہے اس پر سزا لاگو نہیں کر سکتے تو حضرت سیدنا عمر نے رجوع فرماتے ہوئے فرمایا کہ اس کو قید کر لو یہاں تک کہ یہ بچہ جنے تو اس نے جب بچہ جنا تو اس کے ابو نے دیکھا تو تو کہا کہ یہ تو میرا بیٹا ہے تو سیدنا عمر نے فرمایا کہ عورتیں عاجز آگئی ہیں کہ معاذ جیسے اولاد پیدا کرے؟ اگر معاذ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو چکا ہوتا...رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین

[استاد بخاری مصنف ابن أبي شيبة ,543/5]
[سنن سعيد بن منصور ,94/2]

.

#واللہ باللہ تاللہ رب مصطفیﷺکی قسم.........!!
اگر غیرگستاخی کو گستاخی نہ کہا جا رہا ہوتا، محبت کے جھوٹے ضابطے مشتہر نہ کیے جا رہے ہوتے، غلو نہ کیا جا رہا ہوتا تو کبھی بھی حوالہ جات جمع نہ کرتا انبیاء کرام کی خطاء اجتہادی پر، صحابہ کرام تابعین عظام کی اجتہادی خطاء پر.........!!

.

✍تحریر:العاجز الحقیر علامہ عنایت اللہ حصیر القادری الحنفی موضع سکھر سندھ پاکستان

.

facebook,whatsApp,telegramnmbr
03468392475